بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 74

شمارہ 40

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

09 ربیع الثانی 1447 ہجری قمری ❁ 02 / اخاء 1404 ہجری شمسی ❁ 02 / اکتوبر 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ بَیۡنَہُمۡ فِیۡ مَا ہُمۡ فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ۬ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ ○

﴿سُوۡرَۃُ الزُّمَرِ:4﴾

ترجمہ: یقیناً اللہ اُن کے درمیان اُس کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ اللہ ہرگز اُسے ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا (اور) سخت ناشکرا ہو۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26 ستمبر 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

چاہئے کہ ہم رسول کریم ﷺ کی پیشگوئیوں کی عزت و تکریم کریں اور ان سے بے پرواہ نہ ہوویں ورنہ یہ ایک گناہِ کبیرہ ہوگا

ہم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ لفظ اور حرف حرف کی تعظیم کرتے ہیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

مسیح موعود کی خاطر نمازیں جمع کیے جانے کی پیشگوئی

’’اور جیسا کہ خدا کے فرائض پر عمل کیا جاتا ہے۔ ویسا ہی اُس کی رخصتوں پر عمل کرنا چاہیے۔ فرض بھی خدا کی طرف سے ہیں اور رخصت بھی خدا کی طرف سے۔

دیکھو ہم بھی رخصتوں پر عمل کرتے ہیں۔ نمازوں کو جمع کرتے ہوئے کوئی دو ماہ سے زیادہ ہوگئے ہیں۔ بہ سبب بیماری کے اور تفسیر سورۂ فاتحہ کے لکھنے میں بہت مصروفیت کے ایسا ہو رہا ہے اور ان نمازوں کے جمع کرنے میں تُجۡمَعُ لَہُ الصَّلٰوۃُ کی حدیث بھی پوری ہو رہی ہے کہ مسیح کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود نماز کے وقت پیش امام نہ ہوگا، بلکہ کوئی اور ہوگا اور وہ پیش امام مسیح کی خاطر نمازیں جمع کرائے گا۔ سو اب ایسا ہی ہوتا ہے جس دن ہم زیادہ بیماری کی وجہ سے بالکل نہیں آسکتے۔ اس دن نمازیں جمع نہیں ہوتیں اور اس حدیث کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار کے طریق سے یہ فرمایا ہے کہ اُس کی خاطر ایسا ہوگا۔ چاہیے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کی عزت و تکریم کریں اور ان سے بے پرواہ نہ ہوویں ورنہ یہ ایک گناہِ کبیرہ ہوگا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو خِفّت کی نگاہ سے دیکھیں۔ خدا تعالیٰ نے ایسے ہی اسباب پیدا کر دیئے کہ اتنے عرصہ سے نمازیں جمع ہو رہی ہیں ورنہ ایک دو دن کے لئے یہ بات ہوتی تو کوئی نشان نہ ہوتا۔ ہم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ لفظ اور حرف حرف کی تعظیم کرتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 92، 93، ایڈیشن 2018، قادیان)

ارشاد نبوی ﷺ

تین اشخاص جن سے اللہ بروز قیامت جھگڑا کریگا

(2227) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تین شخص ہیں جن سے قیامت کے روز میں جھگڑا کروں گا۔ ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر کسی سے عہد کیا اور پھر غداری کی۔ دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔ تیسرا وہ شخص جس نے مزدور کو مزدوری پر رکھا اور اس سے پورا کام لیا مگر اس کی مزدوری اسے نہ دی۔

کون سا پڑوسی زیادہ حقدار ہے

(2259) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا! یا رسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں ان دونوں میں سے مَیں کس کو ہدیہ بھیجوں؟ آپؐ نے فرمایا: ان دونوں میں سے جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہے۔

کام کی خواہش رکھنے والے یا عہدہ مانگنے والے

(2261) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ مَیں (یمن سے) نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میرے ساتھ اشعر قبیلے کے دو شخص تھے (جو کسی خدمت کے طلبگار تھے، انہوں نے آنحضرتؐ سے اسکی درخواست کی) مَیں نے عرض کیا: مجھے علم نہیں تھا کہ یہ دونوں کام کی خواہش رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ہم ایسے لوگوں کو اپنے کام پر نہیں لگاتے جو اسکی خواہش رکھتے ہوں (راوی کہتا ہے کہ نبی ﷺ نے کلام کرتے ہوئے) لَنۡ نَسۡتَعۡمِلَ فرمایا یا لَا نَسۡتَعۡمِلُ فرمایا۔

(بخاری، جلد 4، مطبوعہ 2008ء قادیان)

......☆......☆......☆......

محمد رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں اللہ تعالیٰ نے وہ انصار عطا فرمائے جنہوں نے اپنی ایمانی قوت کے ایسے شاندار مظاہرے کئے جن کو دیکھ کر انسان کا دل لذّت اور سرور سے بھر جاتا ہے

انہوں نے جس طرح بھیڑ اور بکریوں کی طرح اپنے سروں کو اسلام کی راہ میں کٹوایا اس کے نقوش تاریخ کے صفحات پر ہی نہیں دلوں کی گہرائیوں پر اس طرح ثبت ہیں کہ قیامت تک آنے والی نسلیں اُن کی شاندار قربانیوں کو کبھی فراموش نہیں کرسکتیں

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ المومنون آیت نمبر 31 اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ وَّاِنۡ کُنَّا لَمُبۡتَلِیۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

محمد رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں اللہ تعالیٰ نے وہ انصار عطا فرمائے جو عروۃ الوثقیٰ کو مضبوطی سے پکڑنے والے تھے اور جنہوں نے اپنی ایمانی قوت کے ایسے شاندار مظاہرے کئے جن کو دیکھ کر انسان کا دل لذّت اور سرور سے بھر جاتا ہے۔ مدینہ آنے کے بعد جب رسول کریم ﷺ کو یہ خبر ملی کہ شام سے کفار کا ایک تجارتی قافلہ ابوسفیان کی سرکردگی میں آرہا ہے اور وہ راستہ میں تمام عرب قبائل کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکا تا آرہا ہے تو آپ نے ضروری سمجھا کہ اُس کی شرارتوں کا سدِّ باب کیا جائے۔ چنانچہ آپ صحابہؓ کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ سے چل پڑے۔ چونکہ یہ ایک چھوٹا سا قافلہ تھا اس لئے مسلمانوں نے اس کو کوئی زیادہ اہمیت نہ دی اور انہوں نے سمجھا کہ تھوڑے سے آدمی بھی اگر چلے گئے تو اس قافلہ کا آسانی کے ساتھ مقابلہ کیا جاسکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول کریم ﷺ کو خبر دی گئی کہ اصل مقابلہ اس تجارتی قافلہ سے نہیں بلکہ کفار کے ایک بڑے لشکر سے مقدر ہے جو مکہ سے اس قافلہ کی مدد کے لئے آرہا ہے۔ مگر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس راز کے انکشاف کی ممانعت فرما دی کیونکہ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ صحابہؓ کا امتحان لے اور اُن کے اعلیٰ درجہ کے ایمان اور اُن کی قربانیوں کے اَن مٹ نقوش کو صفحۂ عالم پر ثبت کر دے اور اُن کا اخلاص لوگوں کیلئے ایک زندہ نمونہ کا کام دے جو آنے والی نسلوں کی مُردہ عروق میں بھی زندگی کا خون دوڑا دے۔ جب مدینہ سے کئی منزل دور آپ پہنچ گئے تو آپ نے صحابہؓ کو جمع کیا اور انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ تمہارا کفار مکّہ کے ایک بڑے لشکر سے مقابلہ ہو۔ اب بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ مہاجرین میں سے ایک ایک صحابی اٹھتا اور کہتا یا رسول اللہ مشورہ کا کیا سوال ہے۔ آگے بڑھیے اور دشمن کا مقابلہ کیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اپنی جانیں قربان کرنے کیلئے تیار ہیں۔ مگر جب بھی کوئی مہاجر بیٹھ جاتا، آپ پھر فرماتے اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ انصار جو ایک بڑی سمجھدار اور قربانی کرنے والی قوم تھی اُسکے افراد ابھی خاموش تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم نے یہ کہا کہ ہم لڑنے کیلئے تیار ہیں تو چونکہ کفار مکّہ ان مہاجرین کے رشتہ دار ہیں، اُن میں سے کوئی ان کا باپ ہے، کوئی بیٹا ہے، کوئی بھائی ہے، کوئی ماموں ہے، کوئی چچا ہے اس لئے ہمارا جوش ان پر گراں گذرے گا اور یہ سمجھیں گے کہ انہیں ہمارے رشتہ داروں کو مارنے میں بڑا مزہ آتا ہے۔ مگر جب رسول کریم ﷺ نے بار بار فرمایا کہ اے لوگو! مجھے مشورہ دو تو ایک انصاری کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ مشورہ تو آپ کو مل رہا ہے۔ مگر آپ جو بار بار مشورہ طلب فرما رہے

باقی صفحہ نمبر 07 پر ملاحظہ فرمائیں

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 12 ستمبر 2025 (مکمل متن)

حضور انور کی مجلس خدام الاحمدیہ ایسٹ ریجن امریکہ کے ایک وفد سے ملاقات

سیرت آنحضرت ﷺ (از سیرت خاتم النّبیین)

تذکار مہدیؑ (روایات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

پیغام حضور انور بر موقعہ جلسہ سالانہ ٹوگو 2024ء

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب

نماز جنازہ حاضر و غائب، وصایا

نکاح و اعلانات، نظم، ذکر خیر

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

جب بھی آپ کے پاس فارغ وقت یا چھٹی کا دن ہو تو اسے جماعت کے کاموں میں صرف کریں
بطور سیکرٹری تبلیغ یا سیکرٹری تبلیغ کی ٹیم میں ہونے کیوجہ سے آپ کو تبلیغی کاموں میں زیادہ وقت گزارنا چاہئے اور
اپنے لئے ایک ٹارگٹ بنائیں کہ آپ نے ایک سال میں دس نئی بیعتیں کروانی ہیں، دوسرے داعیان الی اللہ کے سامنے اپنا نمونہ پیش کریں

اپنے آپ کو محض نام سے احمدی نہ کہو بلکہ عمل سے اپنے آپ کو احمدی بناؤ، اگر آپ نیک ہیں، اللہ کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں،
اگر آپ قرآن پاک میں دِیے گئے تمام احکامات پر عمل کرتے ہیں، اگر آپ اپنی روزانہ کی تمام نمازیں خلوص کیساتھ ادا کر رہے ہیں تو پھر آپ بچائے جائیںگے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ جب بھی بے حیائیوں کو دیکھو تو اپنا رخ موڑ لیا کرو اور دوسری طرف چل پڑو اس طرح تم اپنے آپ کو بچا سکتے ہو
فوراً اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ اور اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡۢبٍ وَّ اَتُوۡبُ اِلَیۡہِ بار بار دُہرایا کرو، اور پنجوقتہ نماز ادا کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ معاشرے کی برائیوں سے بچا کر رکھے

خدام، انصار، اطفال اور لجنہ کی ایک مشترکہ کوشش ہونی چاہئے تا کہ افراد کی صحیح نہج پر تربیت ہو

سیّدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ ایسٹ ریجن کے ایک وفد کی ملاقات

مورخہ 15 جون 2024ء کو سیّدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ امریکہ کے ایسٹ ریجن کے خدام کے ایک چودہ رکنی وفد کو اسلام آباد ٹلفورڈ میں قائم mta سٹوڈیوز میں بالمشافہ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی، جنہوں نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے امریکہ سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا تھا۔

ملاقات کے آغاز میں حضور انور نے تمام شاملین مجلس کو السلام علیکم کہا۔ اس کے بعد خدام نے اپنا تعارف کروایا۔ بعدہٗ حضور انور نے ازراہ شفقت سوالات کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

قائد مجلس وِلنگ بورو نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ 2004ء میں پاکستان سے امریکہ ہجرت کی۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر موصوف نے عرض کیا کہ ان کی مقامی مجلس میں خدام کی کل تعداد 85 ہے۔ حضور انور کے استفسار پر موصوف نے عرض کیا کہ میرے اسلام آباد آنے کا مقصد یہ ہے کہ حضور انور کی اقتدا میں نمازیں ادا کروں اور اپنے برطانیہ آنے کا مقصد فیضانِ خلافت سے براہِ راست برکت کا حصول بتایا۔

ایک خادم نے فلسطین کی موجودہ جنگی حالت کے تناظر میں مختلف اسلامی دھڑوں کے کردار کے بارے میں سوال کیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس طرح کے گروپ اکثر بڑی جغرافیائی سیاسی حکمت عملیوں کی پیداوار ہوتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ مسلمانوں کے مفادات کو پورا کریں۔ حضور انور نے بڑی طاقتوں کے خلاف ایسے گروپس کے محدود اثر اور مسلم ممالک کے درمیان اتحاد کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے تلقین فرمائی کہ یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل دے اور مسلمان حکومتیں ایک ہو جائیں، جب تک سارے 54 مسلمان ممالک اکٹھے نہیں ہو جاتے آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے آپ دعا کریں اور جس حد تک آپ کے سیاستدانوں کے ساتھ روابط ہوں یا آپ انہیں قائل کر سکتے ہوں تو ان سے مدد مانگیں۔

ایک خادم نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ بھی حضور کی زیارت کے لئے اور حضور کی اقتدا میں نماز پڑھنے کے لئے آئے ہیں۔ اس پر حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اچھا! آپ عید کے موقع پر اپنے گھر والوں کو پیچھے چھوڑ کر مجھ سے ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ اس پر تمام شاملین مجلس کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

حضور انور نے ایک خادم سے دورانِ گفتگو جماعتی خدمت کے حوالے سے دریافت فرمایا تو موصوف نے عرض کیا کہ وہ مقامی جماعت میں بطور محاسب خدماتِ دینیہ بجا لا رہے ہیں نیز امریکہ کے پہلے احمدی شہید ڈاکٹر مظفر احمد صاحب ان کے تایا تھے۔

فلاڈلفیا سے تعلق رکھنے والے ایک خادم کو حضور انور کی خدمت میں اپنا خاندانی تعارف پیش کرنے کا موقع ملا۔ موصوف نے عرض کیا کہ وہ کنری، سندھ، پاکستان سے تعلق رکھنے والے عبدالسمیع بھٹی صاحب کے پوتے ہیں۔

اگلے خوش نصیب خادم جنہیں اپنا تعارف کروانے کی سعادت ملی وہ انہی مؤخرالذکر موصوف کے بھائی تھے۔ انہوں نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ میری لینڈ امریکہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے پاس بائیوکیمسٹری میں بیچلرز اور بائیومیڈیکل سائنسز میں ماسٹرز کی ڈگری ہے اور فی الحال وہ حضور انور کی ہدایت کی روشنی میں صحتِ عامہ کے شعبے میں کیریئر کے مواقع تلاش کر رہے ہیں۔

حضور انور نے خاندانی ذمہ داریوں کو کما حقہ سرانجام دینے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے موصوف کو تلقین فرمائی کہ وہ اپنے خاندان کا خاص خیال رکھیں اور ان کے لئے بھرپور کفیل بننے کی کوشش کریں۔

ایک خادم نے اپنا خاندانی پس منظر بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ ان کے دادا وہاڑی، پاکستان سے تعلق رکھنے والے شہید مکرم عتیق احمد باجوہ صاحب کے بھائی تھے نیز موصوف پاکستان میں پیدا ہوئے اور سنہ 2015ء سے امریکہ میں مقیم ہیں۔

ایک 23 سالہ خادم نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ کمپیوٹر سائنسز میں ڈگری حاصل کر رہے ہیں۔ فی الحال اپنا بیچلرز پروگرام مکمل کر رہے ہیں اور اسی فیلڈ میں ماسٹرز کی ڈگری کے حصول کے خواہاں ہیں نیز اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ انہوں نے ریئل اسٹیٹ کے کاروبار میں قدم رکھتے ہوئے ایک منصوبہ بھی شروع کیا ہے۔

نائیجیریا سے تعلق رکھنے والے ایک پچیس سالہ خادم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا ان کا تعلق Yoruba قبیلے سے ہے؟ اس پر موصوف نے اثبات میں جواب دیا اور عرض کیا کہ وہ سال 2015 سے امریکہ میں مقیم ہیں اور اس وقت جنرل ہسپتال میں بطور رجسٹرڈ نرس اور فوج میں بھی سروس کر رہے ہیں۔

حضور انور نے موصوف سے استفسار فرمایا کہ کیا وہ امریکی فوج میں بطور نرس خدمت کر رہے ہیں؟ انہوں نے نفی میں جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ وہ فوج میں دوسرے کاموں کے لئے خدمت پر مامور ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ بجائے ایک سپاہی بننے کے فوج کے میڈیکل شعبے میں کیوں شامل نہیں ہو جاتے؟ مزید فرمایا کہ آپ بڑے ہنرمند شخص ہیں اور آپ نے نرسنگ میں تعلیم بھی حاصل کی ہوئی ہے نیز تلقین فرمائی کہ آپ فوج کے میڈیکل شعبے میں شامل ہونے کی کوشش کریں، یہ بہتر ہوگا، اس طرح سے آپ فوج کی طرف سے کیے جانے والے کسی بھی ظلم میں براہِ راست ملوث نہیں ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ چونکہ آپ فوج میں ہیں، اس لئے آپ کو جب بھی کسی جگہ جانے کو کہا جائے یا جہاں کہیں بھی آپ کو بھیجا جائے آپ کو جانا ہی ہوگا۔ یا تو آپ فوج چھوڑ دیں یا پھر جیسا کہ میں نے کہا ہیکہ میڈیکل کے شعبے میں شامل ہو جائیں۔ میڈیکل کے شعبے میں کام کرنیکے باعث آپ انسانی خدمت کر رہے ہوں گے بجائے اسکے کہ آپ خود ظلم میں ملوث ہوں۔ لیکن ایک دفعہ آپ جب فوج میں شامل ہو جائیں پھر آپ کو ان کے احکام ماننے پڑیں گے۔ اس لئے اس نوبت تک پہنچنے سے قبل ہی بہتر ہے کہ انسان چھوڑ دے۔ کوئی نہیں جانتا کہ تیسری جنگِ عظیم کب شروع ہوگی۔ جب ایک دفعہ شروع ہو جائے گی تو پھر آپ چھوڑ نہیں سکیں گے۔

پھر سینٹرل جرسی جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک چوبیس سالہ خادم نے عرض کیا کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے صحابی حضرت میاں نور محمد صاحب رضی اللہ عنہ آف پیرکوٹ کے نواسے ہیں۔ موصوف نے ایم ٹی اے کی ایک ڈاکومنٹری "Four Days without a Shepherd" کا حوالہ دیتے ہوئے حضور انور سے دریافت کیا کہ آپ کو اللہ کی طرف سے اشارةً کوئی پیشگی علم دیا گیا تھا یا کوئی رؤیا دکھائی گئی تھی کہ آپ اگلے خلیفہ بنیں گے یا یہ سب کچھ آپ کے لئے اچانک تھا؟

حضور انور نے اس پر اظہار تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے تو آخری وقت تک ایسا کوئی نشان یا خبر نہیں ملی۔ میں تو خود بہت حیران تھا جب یہ اعلان کیا گیا کہ مجھے خلیفہ منتخب کیا گیا ہے اور آپ اس وقت یہ تأثرات میرے چہرے پر دیکھ بھی سکتے تھے۔ میرے لئے تو بڑی حیرانگی کی بات تھی۔ مجھے تو آج تک حیرت ہی ہوتی ہے۔ موصوف نے بتایا کہ امریکہ میں تقریباً 415 داعیانِ الی اللہ ہیں۔ حضور انور نے اس پر مسکراتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ آپ کو اپنے داعیان الی اللہ کی تعداد چار سو کی بجائے چار ہزار کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب بھی آپ کے پاس فارغ وقت یا چھٹی کا دن ہو تو اسے جماعت کے کاموں میں صرف کریں۔ بطور سیکرٹری تبلیغ یا سیکرٹری تبلیغ کی ٹیم میں ہونے کیوجہ سے آپکو تبلیغی کاموں میں زیادہ وقت گزارنا چاہئے اور اپنے لئے ایک ٹارگٹ بنائیں کہ آپ نے ایک سال میں دس نئی بیعتیں کروانی ہیں۔ دوسرے داعیان الی اللہ کے سامنے اپنا نمونہ پیش کریں۔

ایک خادم نے حضور انور کی خدمت میں اپنا تعارف اور جماعتی خدمات کی تفصیل پیش کی اس پر حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا کہ امریکہ میں قحط الرجال ہے۔ ہر عہدہ آپ کو ہی دیا ہوا ہے۔ اس پر تمام شاملین مجلس بھی مسکرا دیے۔

موصوف نے عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کشتی نوح میں فرمایا ہے کہ آپؑ کے گھر کی چار دیواری میں رہنے والے آنے والی تباہیوں سے محفوظ ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں سن کر خوف آتا ہے۔ حضور کیا ایک سچا اور مخلص احمدی مسلمان اللہ کی پناہ میں آئے گا؟ کیا ہمیں بھی وہ پناہ ملے گی؟

باقی صفحہ نمبر 08 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

نبی کریم ﷺ نے ایک سریہ بھجواتے ہوئے نصائح فرمائیں:

سلام خوب پھیلانا، یعنی سلامتی کو رواج دینا۔ لوگوں کو کھانا کھلانا، یہ نہیں کہ ان کو بھوکے مارنا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیا کرنا جس طرح ایک باوقار آدمی اپنے گھر والوں سے شرماتا ہے۔

جب بھی کوئی غلطی یا گناہ ہو جائے اس کے فوراً بعد نیکی کر لیا کرنا کیونکہ نیکیاں گناہوں کو مٹا ڈالتی ہیں

جنگِ حنین میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے لشکروں کے نازل کیے جانے کا ذکر ملتا ہے جنہیں فرشتوں سے تعبیر کیا جاتا ہے

’’خوب اچھی طرح یاد رکھو جو شخص مرنے کے لیے تیار ہو جائے اسے کوئی نہیں مار سکتا۔ سچے طور پر موت قبول کرنے والی انبیاء کی جماعت ہی ہوتی ہے۔ پھر کوئی ہے جو اسے مار سکے؟ ہرگز نہیں۔ دائمی زندگی حاصل کرنے کا اصل یہی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے لیے موت قبول کرے اور جب کوئی انسان اس ارادہ سے کھڑا ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کے فرشتے اسے زندہ کرنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ گویا کشتی شروع ہو جاتی ہے انسان زور لگاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں موت حاصل ہو لیکن فرشتے زور لگاتے ہیں کہ اسے زندہ رکھا جائے۔‘‘

(حضرت مصلح موعودؓ)

سنہ ۸ ہجری میں پیش آمدہ بعض غزوات و سرایا کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا ایمان افروز تذکرہ

مکرم ڈاکٹر سید شہاب احمد صاحب آف کینیڈا اور مکرم مبارک کھوکھر صاحب آف لاہور کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12 ستمبر 2025ء بمطابق 12 تبوک 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

غزوۂ حنین کے حوالے سے ذکر کر رہا تھا۔ اس کی مزید تفصیل یوں ہے۔ جنگِ حنین میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے لشکروں کے نازل کیے جانے کا ذکر ملتا ہے جنہیں فرشتوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

چنانچہ غزوۂ حنین کے ذکر میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ (التوبۃ:26)

پھر اللہ نے اپنے رسول اور مومنوں پر اپنی سکینت نازل کی اور ایسے لشکر اتارے جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور اس نے ان لوگوں کو عذاب دیا جنہوں نے کفر کیا تھا اور کافروں کی ایسی ہی جزا ہوتی ہے۔

مفسرین اور سیرت نگاروں نے اس جنگ میں فرشتوں کے نزول پر مختلف بحثیں کی ہیں۔ ’’بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فرشتوں کا نزول محض مؤمنوں کے لیے بطور بشارت اور ان کے دلی اطمینان کے لیے تھا ورنہ فرشتے جنگ میں عملاً شریک نہیں ہوئے تھے۔ یہ تصور بھی بعض احادیث صحیحہ جو ہیں ان کے منافی ہے۔ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ فرشتے جنگ میں عملاً شریک ہوئے۔ البتہ یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ نصرت کے لیے تو ایک ہی فرشتہ کافی تھا تو ہزاروں فرشتے کیوں نازل ہوئے؟ امام ابن کثیر عرصہ جنگ میں فرشتوں کے نزول کی صحیحین میں موجود احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے فرشتوں کا نزول اور مسلمانوں کو اس کی اطلاع بطور خوشخبری تھی ورنہ اللہ اس کے بغیر بھی اپنے دشمنوں کے خلاف مسلمانوں کی مدد کر سکتا ہے اس لیے اس نے فرمایا مدد صرف اللہ کی طرف سے ہے اور سورۂ محمد میں یہ فرمایا کہ اللہ چاہے تو خود ہی ان کافروں سے بدلہ لے لے لیکن وہ آزماتا ہے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 24 تا 29 جولائی 2023ء صفحہ 8-9 خطبہ جمعہ 7 جولائی 2023ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہ بات بیان فرمائی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ قرآن میں فرشتوں کی مدد کی خوشخبری کا واقعہ ہے تا کہ مومنوں کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچے اور معرکے میں انہیں کوئی ڈر نہ ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مومنوں سے وعدہ کیا اور انہیں خوشخبری دی کہ وہ پانچ ہزار فرشتوں سے ان کی مدد کو آئے گا۔ اس عدد کو زیادہ کر کے اس لیے دکھایا تا کہ ان کے لیے خوشخبری ہو حالانکہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہی یہ قدرت رکھتا ہے کہ وہ اپنے رب کے حکم سے زمین کو تہ و بالا کر دے۔ اس کے لیے پانچ ہزار کی نہیں بلکہ پانچ کی بھی ضرورت نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو عظیم نصرت دکھائے تو اس نے وہ لفظ اختیار کیا جس سے امداد کرنے والے کی کثرت ظاہر ہوتی ہے اور یہی مراد لیا تھا۔

(اردو ترجمہ از التبلیغ، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 448)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تفسیر صغیر میں اس کے بارے میں مختصر نوٹ دیا ہے۔ سورۂ آل عمران کی آیت ایک سو ستائیس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ’’فرشتوں کا ذکر صرف اس لیے ہے کہ خواب یا کشف میں خوشخبری ملنے سے انسان کی ہمت بڑھتی ہے۔ ورنہ اصل مراد یہی تھی کہ خدا تعالیٰ مدد کرے گا۔‘‘ (تفسیر صغیر صفحہ 96 سورۃ آل عمران زیر آیت: 127) یعنی یہ بھی کشفی رنگ ایک ظاہر ہوا تھا۔

پھر ایک جگہ آپؓ فرماتے ہیں کہ

’’خوب اچھی طرح یاد رکھو جو شخص مرنے کے لیے تیار ہو جائے اسے کوئی نہیں مار سکتا۔ سچے طور پر موت قبول کرنے والی انبیاء کی جماعت ہی ہوتی ہے۔ پھر کوئی ہے جو اسے مار سکے؟ ہرگز نہیں۔ دائمی زندگی حاصل کرنے کا اصل یہی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے لیے موت قبول کرے اور جب کوئی انسان اس ارادہ سے کھڑا ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کے فرشتے اسے زندہ کرنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ گویا کشتی شروع ہو جاتی ہے انسان زور لگاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں موت حاصل ہو لیکن فرشتے زور لگاتے ہیں کہ اسے زندہ رکھا جائے۔

جب خدا کا بندہ کہتا ہے کہ میں خدا کے لیے مرنا چاہتا ہوں تو خدا تعالیٰ کے سارے فرشتے کہتے ہیں ہم مرنے نہیں دیں گے اور آخر فرشتے ہی جیتتے ہیں۔ بندہ چاہتا ہے کہ مر جائے۔ وہ اس کے لیے اپنے آپ کو ایسے حالات میں ڈالتا ہے جن کا نتیجہ موت ہوتی ہے مگر وہ مرتا نہیں...... حنین کے واقعہ کو ہی دیکھ لو جب دشمن حملہ کر کے آگے بڑھا تو اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ آدمی تھے۔ باقی سب دشمن کی تیراندازی سے تتّر بتّر ہو گئے تھے۔ اس وقت حضرت عباسؓ نے کہا حضور ذرا پیچھے ہٹ جائیں مگر آپؐ نے سواری کو ایڑی لگائی اور آگے بڑھتے ہوئے فرمایا: اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِب اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ میں خدا تعالیٰ کا سچا نبی ہوں میں پیٹھ کس طرح دکھا سکتا ہوں۔ یہ ایک ایسا کلمہ تھا جو انسانیت کو بھلا کر خدا تعالیٰ کے سامنے لانے والا تھا۔ چار ہزار تیر اندازوں کے مقابلہ میں ایک شخص کہتا ہے میں یہاں سے ہٹ نہیں سکتا تو یہ انسان نہیں بلکہ خدا بول رہا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس وقت کہا بھی کہ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔ میں انسان ہی ہوں۔ پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا کہ میں خدا کی راہ میں مرنا چاہتا ہوں تو خدا تعالیٰ کے فرشتے اتر آئے اور حنین کی شکست فتح سے بدل گئی اور آپ فاتح بن کر میدان جنگ سے لوٹے۔‘‘

(خطاباتِ شوریٰ جلد اوّل صفحہ 612-613، مجلس مشاورت 1935ء، نظارت نشر و اشاعت قادیان 2013ء)

دشمن کی شکست اور فرار کے بارے میں یہ تفصیلات پہلے بیان ہو چکی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انصار کو پکارا اور وہ واپس آ گئے اور پھر خوب جوش و خروش سے لڑنے لگے تو اس کے ساتھ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور اپنے ہاتھ سے کنکریوں کی مٹھی کفار کی طرف پھینکی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنو ھَوَازِن جن کا یہ دعویٰ تھا کہ آج تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کسی جنگجو قوم سے ہوا ہی نہیں۔ ہم سے مقابلہ ہوگا تو ہم بتائیں گے کہ جنگ کیا ہوتی ہے اور جو فی الحقیقت عرب کے طاقتور ترین قبائل میں سے ایک تھا۔ یہ نہیں کہ صرف باتیں تھیں بلکہ واقعی تھا وہ طاقتور قبیلہ۔ وہ تھوڑی ہی دیر میں شکست کھا کے بھاگنے لگے۔ اپنے بیوی بچوں اور مال مویشی کی کسی کو خبر نہ رہی۔ مسلمانوں کے

ہاتھوں بہت سے لوگ قتل ہوئے اور ہزاروں کی تعداد میں قید ہوئے اور بھاگنے والوں کی بھاری تعداد اوطاس کی طرف بھاگ گئی۔ (شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 530-531 و زرقانی جلد 4 صفحہ 19، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

اس جنگ میں ھوازن کے سینکڑوں لوگ قتل ہوئے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے بیس مشرکین قتل کیے۔ اسی طرح سَرِیَّہ اَوْطَاس میں مشرکین کے تین سو افراد قتل ہوئے۔ (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، جلد 9 صفحہ 285، بزم اقبال لاہور)

ھَوَازِن کے راہِ فرار اختیار کرنے کے باوجود ثقیف کے جنگجو ڈٹے رہے۔ جو ثقیف قبیلہ تھا وہ ڈٹے رہے اور نہایت دلیری سے لڑتے رہے یہاں تک کہ ان کے ستّر لوگ مارے گئے۔ ان کا سب سے آخری علمبردار عثمان بن عبداللہ تھا۔ جب وہ قتل ہوا تو پھر ثَقِیف بھی بھاگ گئے۔ عثمان کے قتل کی خبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچی تو آپ نے اس دشمن اسلام کے بارے میں فرمایا۔ اللہ اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔ یہ قریش سے بغض رکھتا تھا جبکہ اس کے قاتل حضرت عبداللہ بن اَبِی اُمَیَّہ کے لیے حصول رحمت کی دعا فرمائی اور حضرت عبداللہ نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے اسی حالت میں شہادت عطا فرمائے گا۔ پس انہوں نے طائف کے محاصرے کے دوران ہی شہادت پائی۔ بعض روایات کے مطابق آخری علمبردار عثمان بن عبداللہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا۔ (مغازی الواقدی جلد 3 صفحہ 911-912 عالم الکتب 1984ء) (طبقات ابن سعد جلد 6 صفحہ 55۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت) (شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 531، دار الکتب العلمیۃ) (سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد جلد 5 صفحہ 334 دار الکتب العلمیۃ) لیکن وہ پہلی والی زیادہ تفصیلی ہے۔

اس جنگ میں چار صحابہؓ شہید ہوئے۔ ان کے نام ہیں حضرت اُمِّ اَیْمَن کے بیٹے اَیْمَن بن عُبَیْد۔ یہ ام ایمن وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حَاضِنَہ تھی یعنی نگہداشت و پرورش کرنے والی تھیں۔ سُراقہ بن حَارِث۔ یہ انصاری صحابی تھے۔ ان کے بیٹے حَارِثہ بن سُرَاقَہ جنگِ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ یَزِید بِنْ زَمْعَہ، ابتدا میں اسلام قبول کرنے والے تھے اور جاہلیت میں بھی قریش کے ہاں اعلیٰ مقام و مرتبہ پر فائز تھے۔ قریش اہم امور میں ان سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ یہ ام المومنین حضرت اُمِّ سَلَمَہ کے بھانجے تھے۔ میدانِ جنگ میں گھوڑے کے بدکنے سے ان کی شہادت ہوئی تھی۔ نیچے گرے اور پھر اس کے نیچے آ گئے۔ بعض کے نزدیک ان کی شہادت غزوۂ طائف میں ہوئی تھی اس کا ذکر بھی آگے آئے گا۔ چوتھے حضرت ابو عامر تھے جن کی تفصیل بھی آگے سریۂ اوطاس میں آئے گی۔ (ماخوذ از دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 9 صفحہ 284۔ بزم اقبال لاہور)

(اسد الغابہ زیر لفظ یزید بن زمعہ۔ جلد 5 صفحہ 453 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

حضرت عائذؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگِ حنین میں میری پیشانی میں ایک تیر آ لگا اور میرے چہرے اور سینے پر خون بہ کر پھیلنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ میرے چہرے اور سینے سے پیٹ تک پھیرا اور خود خون صاف کیا جس سے خون اسی وقت بند ہو گیا۔ اس کے بعد آپؐ نے میرے لیے دعا فرمائی۔ بعض روایت کرنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہاتھ پھیرا تھا تو آپؐ کے مبارک ہاتھوں کے وہ نشان ان کے جسم پر بعد میں بھی رہے۔ (سیرت الحلبیہ جلد 3 صفحہ 162 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

(شرح زرقانی جلد 5 صفحہ 457 دار الکتب العلمیۃ 1996ء)

حضرت خالد بن ولیدؓ جو کہ ایک گھڑ سوار دستے کے امیر تھے وہ ابتدائی مرحلے میں ہی بری طرح زخمی ہو چکے تھے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ جب لشکر تتّر بتّر ہوا ہے تو آپؓ گر گئے تھے۔ ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ جب کفار کو شکست ہو گئی اور مسلمان اپنے اپنے خیموں کی طرف چلے گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ لوگوں کے درمیان چل رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ مجھے خالد بن ولید تک کون پہنچائے گا۔ جب ان کے پاس پہنچے تو خالد کجاوے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خالد کے پاس بیٹھ گئے اور زخم دیکھ کر اپنا لعاب دہن لگایا جس سے انہیں شفا ہو گئی۔ اس کے علاوہ حضرت عبداللہ بن اَبِی اَوْفٰیؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ بھی زخمی ہوئے تھے۔

(ماخوذ از دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 9 صفحہ 279، بزم اقبال لاہور) (سیرت الحلبیہ جلد 3 صفحہ 162 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) (السیرۃ النبویہ الصحیحہ محاولۃ لتطبیق قواعد المحدثین جزء 2 صفحہ 504 مکتبہ العلوم والحکم 1914ء)

اہلِ مکہ اور مدینہ کو فتحِ حنین کی بشارت بھیجی۔ ابتدا میں جب حنین کے میدان سے کچھ مسلمان بھاگے تو ان میں سے کچھ تو مکہ چلے گئے اور وہاں یہ بتایا کہ مسلمانوں کو شکست ہو چکی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ قتل ہو گئے ہیں۔ اس خبر سے مکہ میں موجود منافقین اور جن کے دلوں میں بغض تھا وہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اب عرب اپنے آبائی دین پر واپس آ جائیں گے۔ اس موقع پر مکہ کے امیر عَتَّاب بِن اَسِیْد نے کمال جرأت اور بہادری کا مظاہرہ کیا اور اہلِ مکہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ اِنْ قُتِلَ مُحَمَّدٌ فَاِنَّ دِیْنَ اللّٰہِ قَائِمٌ، وَالَّذِیْ یَعْبُدُہٗ مُحَمَّدٌ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید بھی ہو گئے تو یقیناً اللہ کا دین ہمیشہ قائم رہے گا اور جس ہستی کی عبادت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ، وہ ہستی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ وہ زندہ ہے اور زندہ رہے گی اور کبھی نہیں مرے گی۔ اور ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ حنین سے یہ خوشخبری بھی آ گئی کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی ہے اور بنو ھَوَازِن بہت بری طرح شکست کھا کر بھاگ گئے ہیں۔ اسی طرح مدینہ میں بھی یہ خبر پہلے پہنچ چکی تھی۔ شکست کی خبر پہلے پہنچ گئی تھی، کسی نے پہنچا دی تھی۔ وہاں حضرت نَہِیْكُ بِنْ اَوْس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کی خوشخبری دے کر بھیجا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں سرِ شام ہی روانہ ہو گیا۔ راستے میں بھی لوگ یہ باتیں کر رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کو ایسی شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے کہ پہلے کبھی ایسی شکست نہ ہوئی ہو گی اور مالک بن عوف کا لشکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر پر غالب آ گیا ہے تو مَیں نے کہا یہ سب جھوٹ ہے بلکہ اللہ نے اپنے نبی کو فتح عطا فرمائی ہے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو بطور قیدی عطا کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں یہ خبر دیتا ہوا تین دن میں مدینہ پہنچ گیا اور اس سے پہلے میں نے کبھی اتنی سواری نہیں کی تھی یعنی مسلسل تیز رفتاری سے سفر کرتا رہا۔ پھر مدینہ پہنچ کر اعلان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں اور مسلمانوں کو بہت بڑی فتح نصیب ہوئی ہے۔ اور جب میں وہاں سے چلا تھا تو مسلمان کچھ مال غنیمت جمع کر چکے تھے اور کچھ جمع کر رہے تھے اور پھر وہ ازواجِ مطہرات کے حجروں کی طرف گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر و سلامتی کی بشارت انہیں بھی دی اور اس پر سب نے اللہ کا شکر ادا کیا اور خوش ہو گئے۔ (سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 320 و 340 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

(زرقانی جلد 3 صفحہ 508 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 9 صفحہ 280 تا 282، بزم اقبال لاہور)

بنو ھَوَازِن کا سپہ سالار مالک بن عوف جو بڑی مشکل سے جان بچا کر میدان سے بھاگا تھا وہ اور اس کے ساتھی ایک گھاٹی پر کھڑے ہو گئے۔ اس نے کہا رُک جاؤ حتی کہ کمزور لوگ اور تمہارے بھائی تمہیں آ ملیں۔ حضرت زبیر بن عوامؓ نے انہیں دیکھا تو انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور مالک وہاں سے بھاگ کر ثَقِیف کے قلعہ میں داخل ہو گیا۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 771 دار الکتب العلمیۃ 2001ء)

(سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد جلد 5 صفحہ 333-334 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

مُحَلِّم بن جَثَّامَہ کا ایک شخص کو قتل کرنا اور اس کی دیت کے واقعہ کی مزید تفصیل یوں بیان ہوئی ہے۔ فتح مکہ کے ذکر سے معاً قبل کے خطبہ میں سَرِیَّہِ اِضَم کی تفصیل میں یہ ذکر ہوا تھا کہ ایک صحابی مُحَلِّم بن جَثَّامَہ نے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا جس نے گزرتے ہوئے السلام علیکم کہا تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اس کو قتل کیا۔ اس واقعہ کی بابت کچھ مزید تفصیل بیان کی جاتی ہے، وہ یہ ہے کہ غزوۂ حنین کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ طائف کے لیے روانہ ہو رہے تھے کہ ایک دن نماز ظہر کے بعد آپ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ عُیَیْنَہ بن حِصْن اٹھا۔ اس نے مقتول عَامِر بن اَضْبَط اَشْجَعِی کے خون کا مطالبہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی اَقْرَعْ بِنْ حَابِس اٹھا وہ مُحَلِّم بن جَثَّامَہ کو بچانا چاہتا تھا۔ ان دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بحث شروع کر دی۔ عُیَیْنَہ نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں اسے یعنی قاتل کو نہیں چھوڑوں گا۔ ان کی عورتوں پر بھی اسی طرح غموں کا پہاڑ گراؤں گا جس طرح اس نے ہماری عورتوں پر غموں کا پہاڑ ڈھایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ دیت لے لو۔ پچاس اونٹ ابھی لے لو اور پچاس اونٹ مدینہ پہنچ کر لے لینا لیکن عُیَیْنَہ نے دیت لینے سے انکار کر دیا۔ بہرحال کچھ گفت و شنید کے بعد آخر ان لوگوں نے دیت قبول کر لی۔ قاتل مُحَلِّم ایک طرف کھڑا تھا وہ قصاص کے لیے تیار ہو کر آیا تھا کہ اب تو میری موت آئی۔ دیت وغیرہ کا فیصلہ ہونے کے بعد مُحَلِّم اٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اس نے عرض کیا جو بات آپؐ تک پہنچی ہے میں اس سے اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔ آپ بھی میرے لیے بخشش کی دعا فرمائیں۔ آپ نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے اس نے کہا مُحَلِّم بن جَثَّامَہ۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم نے شروع اسلام میں اسے قتل کر دیا یعنی کہ اس نے آتے ہی کہا تھا السلام علیکم پھر بھی تم نے قتل کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے کہا کہ اے اللہ! مُحَلِّم کو نہ بخشنا۔ یہ جملہ سب نے سنا۔ مُحَلِّم نے دوبارہ کہا: یا رسول اللہؐ! میں معافی مانگتا ہوں۔ آپ بھی میرے لیے معافی طلب کریں۔ آپؐ نے پھر بلند آواز سے کہا تا کہ لوگ سن لیں کہ اے اللہ! مُحَلِّم بن جَثَّامَہ کو معاف نہ کرنا۔ اس نے تیسری بار پھر کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار بھی وہی کہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ میرے سامنے سے اٹھ کر چلے جاؤ تو وہ آپ کے سامنے سے اٹھا اور وہ اپنے آنسو اپنی چادر سے صاف کر رہا تھا۔ ابن اسحاق کی بھی ایک روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ محلم کی قوم کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کی بخشش کی بھی دعا دی تھی۔

(سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد جلد 5 صفحہ 339-340 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) (ماخوذ از سنن ابوداؤد کتاب الدیات باب الْاِمَامِ یَأْمُرُ بِالْعَفْوِ فِی الدَّمِ حدیث نمبر 4503) (سنن ابن ماجہ کتاب الدیات باب من قتل عمدا...... حدیث نمبر 2625)

ارشاد باری تعالیٰ

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۝

(بنی اسرائیل:79)

ترجمہ: سورج کے ڈھلنے سے شروع ہو کر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دے۔ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اُس کی گواہی دی جاتی ہے۔

طالبِ دعا: بی۔ ایم۔ خلیل احمد ولد مکرم بی۔ ایم۔ بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۝

(بنی اسرائیل:80)

ترجمہ: اور رات کے ایک حصہ میں بھی اس (قرآن) کے ساتھ تہجّد پڑھا کر۔ یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہو گا۔ قریب ہے کہ تیرا ربّ تجھے مقامِ محمود پر فائز کر دے۔

طالبِ دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

سَرِيَّہ اَوْطَاس کی تفصیل یوں ہے۔حنین کے میدان سے بری طرح شکست کھانے کے بعد بنوھَوَازِن کا لشکر جدھران کا منہ اٹھا اس طرف بھاگ گیا۔اس کا ایک حصہ جس میں بنوھوازن کا سپہ سالار مالک بن عوف بھی تھا وہ طائف کی طرف بھاگا اور طائف کے قلعہ میں پناہ لے لی اور ایک حصہ اوطاس کی وادی میں جمع ہو گیا اور ایک نَخْلَہ یعنی نُخَيْلَہ کی طرف بھاگ گیا۔اوطاس حنین کے قریب ہی ایک وادی کا نام ہے۔بنوھوازن چونکہ اپنے بیوی بچے اور سارے مال مویشی ساتھ لے کر حملہ آور ہوئے تھے اور خود تو وہ بھاگ گئے اور اب یہ سب کچھ مالِ غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا تھا۔اسلام کی تاریخ میں ابھی تک کا یہ سب سے زیادہ مالِ غنیمت تھا جو اُس وقت تک مسلمانوں کو ملا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قیدی اور مالِ غنیمت حضرت مسعود بن عَمْرو غِفَارِی کی نگرانی میں جِعْرَانَہ مقام کی طرف بھجوا دیے اور خود سارا لشکر لے کر طائف کی طرف روانہ ہو گئے اور حضرت ابو عامر اَشْعَرِی ان کا نام عُبَيْد بِنْ سُلَيْم تھا ان کی قیادت میں ایک لشکر اَوطاس کی طرف روانہ فرمایا۔اس لشکر میں ابوموسیٰ اشعری اور سَلَمَہ بِنْ اَكْوَع بھی تھے۔حضرت ابو عامرؓ نے دشمن کو دعوتِ مبارزت دی۔وہاں دشمنوں کے دس بھائی تھے جو بے مثل جنگی صلاحیتوں کے باعث شہرت رکھتے تھے۔سب سے پہلے یہ دس بھائی مبارزت کے لیے نکلے۔پہلے ایک بھائی آیا۔ابو عامر نے اس کو پہلے اسلام کی دعوت دی لیکن اس نے مقابلے کو ترجیح دی۔ابو عامر نے کہا کہ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلَيْه۔اے اللہ! اس پر گواہ رہنا۔یہ کہہ کر انہوں نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر جا گرا۔پھر دوسرا بھائی آیا۔ابو عامر نے اس کو بھی پہلے دعوتِ اسلام دی اور اس کے انکار پر مقابلہ کیا اور وہ بھی مارا گیا۔یوں یکے بعد دیگرے نو بھائی مارے گئے جب دسواں بھائی آیا اور ابو عامر حسب سابق اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلَيْه کہہ کر اس پر وار کرنے ہی لگے تھے کہ وہ بول اٹھا۔اَللّٰهُمَّ لَا تَشْهَدْ عَلَيَّ۔اے اللہ! مجھ پر گواہ نہ بننا اور یوں ظاہر کیا کہ جیسے وہ اسلام قبول کر رہا ہے۔یہ سنتے ہی ابو عامر نے اپنی تلوار نیچے کر لی اور اس کو چھوڑ دیا لیکن اس نے پلٹ کر ابو عامر پر حملہ کر دیا۔دھوکا دیا اس نے۔بعض روایات کے مطابق تو اس نے ابو عامر کو شہید کیا لیکن دوسری روایات کے مطابق یہ درست نہیں ہے کیونکہ جس نے ابو عامر کو شہید کیا تھا اس کو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اسی وقت قتل کر دیا تھا۔زیادہ درست روایت یہی ہے کہ دسواں بھائی جو تھا یہ بعد میں اسلام لے آیا تھا اور کہا جاتا ہے کہ بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا اور بعد میں جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پر نظر پڑتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ هٰذَا شَرِيْدُ اَبِي عَامِر۔کہ یہ ابو عامر کی تلوار سے بچا ہوا ہے۔بہر حال حضرت ابو عامرؓ اسی طرح بے جگری سے لڑتے رہے اور جو بھی ان کی تلوار کے سامنے آتا وہ مارا جاتا۔آخر حارِث جُشَمِی کے دو بیٹوں عَلاء اور اَوْفٰی نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ایک تیر ان کے سینے میں لگا اور ایک گھٹنے میں لگا۔بعض روایات کے مطابق تیر مارنے والا دُرَيْد بِنْ صِمَّة کا بیٹا سَلَمَہ تھا۔ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ میں نے ابو عامر سے پوچھا کہ آپ کو کس نے تیر مارا ہے تو انہوں نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اور میں نے اس کا تعاقب کیا جس پر وہ بھاگ کھڑا ہوا اور میرے للکارنے پر رکا تو ہم تلوار زنی کرنے لگے اور میں نے اس کو قتل کر دیا۔واپس آ کر مَیں نے ابو عامر سے کہا۔اللہ نے تمہارے قاتل کو جہنم رسید کر دیا ہے۔ابو عامر نے مجھے کہا کہ میرا تیر نکالو۔تیر تو ابھی جسم میں ہی تھا۔کہتے ہیں جب مَیں نے تیر نکالا تو زخم سے پانی بہ نکلا۔جس سے یہ معلوم ہوا کہ زخم گہرا ہے اور زندگی کی اب کوئی امید نہیں ہے۔ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ ابو عامر نے مجھے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا اسلام پہنچا دینا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرے لیے استغفار اور بخشش کی دعا کی درخواست کرنا۔اور میرا گھوڑا اور میرے ہتھیار بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دینا اور ساتھ ہی مجھے اپنا جانشین مقرر کیا اور جھنڈا میرے سپرد کیا۔تھوڑی دیر میں ہی وہ فوت ہو گئے۔ابوموسیٰ اشعری نے ان لوگوں سے جنگ کی اور دشمن شکست کھا کر وہاں سے بھاگ گیا۔ان کے کچھ لوگ مارے گئے اور ابوموسیٰ وہاں سے بھی مال غنیمت اور قیدی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ابوموسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ رسیوں سے بُنی ہوئی ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے جس پر بچھونا وغیرہ کچھ نہیں تھا لیکن بخاری اور بعض دوسری روایات کے مطابق اس پر بچھونا بھی تھا لیکن بہت پتلا سا ہو گا۔کوئی چادر سی بچھی ہوئی تھی۔ان رسیوں کے نشانات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر ظاہر ہو رہے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جنگِ اوطاس کی تفصیل آپؐ کی خدمتِ اقدس میں پیش کی اور ابو عامر کی شہادت کی تفصیل بتاتے ہوئے ان کی دعا کی درخواست بھی پیش کر دی جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر وضو فرمایا اور پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ کہ اے اللہ! عبید ابو عامر کو بخش دے۔اے اللہ! قیامت کے دن اپنی مخلوق میں لوگوں سے سب سے اوپر اس کا مقام رکھنا۔ابوموسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لیے بھی بخشش کی دعا فرمائیں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بھی دعا کرتے ہوئے فرمایا۔اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهٗ وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيْمًا اے اللہ! عبد اللہ بن قیس یعنی ابوموسیٰ اشعری کا یہ نام تھا۔ان کے گناہ معاف فرما دینا اور اس کو قیامت کے دن معزز مقام عطا کرنا۔ (سیرت ابن ہشام، صفحہ 772 مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(سبل الھدیٰ جلد 6 صفحہ 206-207 وجلد 5 صفحہ 333 و 339 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہؐ، جلد 9 صفحہ 331-334، بزم اقبال لاہور) (ماخوذ از شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 532 تا 533 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء) (تاریخ الخمیس جلد 2 صفحہ 523 دار الکتب العلمیۃ 2009ء) (بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اوطاس حدیث 4323)

پھر سَرِيَّہ طُفَيْل بن عَمْرو دَوْسِی جو ذُو الْكَفَّيْن کی طرف ہے اس کا ذکر ہے۔یہ شوال آٹھ ہجری میں ہوا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حنین سے طائف کی طرف چلنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طفیل دوسی کو ذُو الْكَفَّيْن نامی بت گرانے کے لیے بھیجا۔حضرت طفیل دَوْس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور اپنی قوم کے بلند پایہ شاعر اور حکیم و دانا مشہور تھے۔انہوں نے مکی دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور اسی وقت مسلمان ہو گئے تھے۔کہا جاتا ہے کہ غزوۂ حنین کے بعد انہوں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ذُو الْكَفَّيْن نامی بت کو گرانے کے لیے انہیں بھیجا جائے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس مہم کا امیر مقرر فرمایا اور یہ نصائح فرمائیں کہ

سلام خوب پھیلانا۔یعنی سلامتی کو رواج دینا۔لوگوں کو کھانا کھلانا، یہ نہیں کہ ان کو بھوکے مارنا ہے۔اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیا کرنا جس طرح ایک باوقار آدمی اپنے گھر والوں سے شرماتا ہے۔جب بھی کوئی غلطی یا گناہ ہو جائے اس کے فوراً بعد نیکی کر لیا کرنا کیونکہ نیکیاں گناہوں کو مٹا ڈالتی ہیں

یہ آپؐ نے نصائح فرمائیں اور پھر فرمایا کہ اپنی قوم کے لوگوں کو ساتھ لینا اور یہ کام مکمل کر کے واپس طائف چلے آنا۔چنانچہ حضرت طفیل نے اپنی قوم کے چار سو افراد کو ساتھ لیا اور لکڑی کے بنے ہوئے اس بت کو آگ لگا کر جلا دیا اور اس وقت یہ اشعار پڑھے کہ اے ذوالکفین! سن میں تیرے عبادت گزاروں میں سے نہیں ہوں کیونکہ تم تو اب بنائے گئے ہو جبکہ ہماری پیدائش تمہاری پیدائش سے بھی پہلے کی ہے۔دیکھ میں نے تیرے اندر باہر سے سارا وجود آگ کے شعلوں سے بھر دیا ہے۔یہ مہم کامیابی کے ساتھ سرانجام دینے کے بعد طائف واپس آ گئے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابھی طائف پہنچے چار دن ہوئے تھے۔

حضرت طفیل اپنے ساتھ چار سو جنگجو بہادر بھی لے کر آئے اور اس وقت کے اعتبار سے یہ جدید جنگی اسلحہ یعنی منجنیق اور دَبَّابَہ بھی لائے۔منجنیق ایک آلہ ہے جس سے بڑے بڑے پتھر پھینکے جاتے ہیں یعنی توپ کی طرح کی چیز ہوتی ہے اور دَبَّابَہ لکڑی کا ایک مضبوط اور بند گاڑی نما ڈبہ ہے جس طرح آجکل آرمرڈ کاریں ہوتی ہیں اس طرح تھا اس زمانے میں جس میں نیچے سے کئی آدمی گھس کر قلعہ کی فصیل پر جا پہنچتے تھے اور دشمن کی زد سے محفوظ رہتے ہوئے فصیل میں شگاف کرتے تھے۔یہ ہتھیار پہلی بار غزوۂ طائف میں استعمال ہوئے تھے۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد 9 صفحہ 337-339، بزم اقبال لاہور) (طبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 119-120 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) (فرہنگ سیرت صفحہ 120 زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

(فیروز اللغات صفحہ 1291۔زیر لفظ م۔ن۔فیروز سنز لاہور)

غزوۂ طائف شوال آٹھ ہجری میں ہوا۔اس کی تاریخ یہ ہے کہ طائف مکہ سے مشرق کی جانب تقریباً نوے کلو میٹر پر ایک مشہور شہر ہے۔طائف نہایت مضبوط مقام تھا۔طائف اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے گرد حفاظت کے لیے چار دیواری تھی۔یہاں ثَقِيْف کا جو قبیلہ آباد تھا نہایت شجاع تھا۔بڑا بہادر تھا۔تمام عرب میں ممتاز اور قریش کا گویا ہمسر تھا۔عُرْوَہ بن مسعود جو یہاں کا رئیس تھا اس کی شادی ابوسفیان کی بیٹی سے ہوئی تھی۔کفار مکہ کہتے تھے کہ قرآن اگر اترتا تو مکہ یا طائف کے رؤساء پر اترتا۔یہ کہا کرتے تھے کہ بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے کے کسی بڑے آدمی پر اترنا چاہیے تھا۔بڑے آدمی تو ان دو جگہوں پر رہتے ہیں۔یہاں کے لوگ فنِ جنگ سے بھی واقف تھے۔بہر حال یہاں ایک محفوظ قلعہ تھا۔اہلِ شہر نے سال بھر کا رسد کا سامان جمع کیا۔چاروں طرف منجنیق اور جا بجا ماہر تیر انداز متعین کیے۔

یہ غزوہ درحقیقت غزوۂ حنین کا ہی تسلسل ہے چونکہ ھوازن اور ثقیف کے بیشتر شکست خوردہ افراد اپنے سردار مالک بن عوف نَصْرِی کے ساتھ بھاگ کر طائف ہی آئے تھے اور یہیں قلعہ بند ہو گئے تھے۔لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین سے فارغ ہو کر سارا مالِ غنیمت اور چھ ہزار سے زائد قیدی غلام اور لونڈیاں مکہ کے قریب ایک وادی جس کا نام جِعْرَانَہ تھا وہاں بھیجا اور خود طائف کا قصد کیا۔جِعْرَانَہ مکہ اور طائف کے رستے میں مکہ کے قریب ایک کنویں کا نام ہے۔مکہ سے اس کا فاصلہ تقریباً سترہ میل ہے۔اموال غنیمت پر آپ نے بُدَيْل بِنْ وَرْقَاء یا حضرت مسعود بن عَمْرو غِفَارِی کو نگران مقرر فرمایا۔

(ماخوذ از سیرت النبیؐ از شبلی نعمانی حصہ اول صفحہ 360 مکتبہ اسلامیہ 2012ء) (ماخوذ از الرحیق المختوم صفحہ 567 المکتبۃ السّلفیہ

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے
اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے

(مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب)

طالب دعا: سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص اپنے حاکم سے ناپسندیدہ بات دیکھے وہ صبر کرے
کیونکہ جو نظام سے بالشت بھر جدا ہوا اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی

(بخاری، کتاب الاحکام)

طالب دعا: شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

لاہور 2002ء) (سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد جلد 5 صفحہ 338-339 مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

(ماخوذ از فرہنگ سیرت صفحہ 88-178 زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

بہرحال آپؐ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی سرکردگی میں ایک ہزار فوج کا ہراول دستہ روانہ کیا۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر قلعہ والوں سے یعنی طائف والوں سے مذاکرات کی کوشش کی مگر قلعہ والے آمادہ نہ ہوئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو روانہ کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی طائف کا رخ فرمایا۔ ان راستوں کے ماہر ساتھ ساتھ تھے جو فوج کے آگے آگے چلتے رہے۔ راستے میں غزوہ حنین میں دشمن فوج کے سپہ سالار مالک بن عوف کا ایک قلعہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس میں اس وقت کوئی رہائش پذیر ہے؟ بتایا گیا کہ یہ خالی ہے تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منہدم کروا دیا۔ پھر سفر جاری رکھتے ہوئے طائف پہنچے اور قلعہ طائف کے قریب خیمہ زن ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ (ماخوذ از سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5۔ صفحہ 382۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

(ماخوذ از الرحیق المختوم صفحہ 567 المکتبۃ السّلفیہ لاہور 2002ء) (اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 305 مکتبہ دار السلام)

(کتاب المغازی للواقدی جلد 3 صفحہ 924-925 عالم الکتب 1984ء)

(دائرہ معارف سیرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 9 صفحہ 347، بزم اقبال لاہور)

اہلِ طائف ایک عرصہ سے اس جنگ کے لیے تیاری کر رہے تھے انہوں نے قلعہ کی تعمیر و مرمت بھی کی اور ایک سال کا اناج اور غلّہ وغیرہ بھی جمع کر لیا ہوا تھا اور حنین کے میدان میں غیر متوقع شکست کھا کر جتنے لوگ بھاگ سکتے تھے وہ سب بھاگ کر اس قلعہ میں پناہ گزین ہو گئے اور قلعہ کے دروازے بند کر لیے۔

(ماخوذ از سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 382 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 309 مکتبہ دار السلام)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں طائف کے بہت قریب ایک کھلی جگہ پر پڑاؤ کیا۔ ابھی لشکر نے پوری طرح قیام بھی نہ کیا تھا کہ قلعہ سے تیر اندازوں نے سخت تیر اندازی کر کے بہت سے مسلمانوں کو زخمی کر دیا۔ اسی دوران حضرت حُبَاب بِنْ مُنْذِر نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ جگہ ہمارے پڑاؤ کے لیے مناسب نہیں ہے کیونکہ اہلِ طائف ماہر تیر انداز ہیں اور ان کے تیر دور تک پہنچتے ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا کہ کسی مناسب جگہ کا انتخاب کریں۔ پھر ایک نئی جگہ پر سارا لشکر منتقل ہو گیا۔ دورانِ محاصرہ دونوں طرف سے تیر اندازی اور پتھراؤ کے واقعات بھی پیش آتے رہے۔ اس صورتحال سے نمٹنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منجنیق لگا کر اہلِ طائف پر بڑے بڑے پتھر پھینکے۔ اس منجنیق کے متعلق بیان ہو چکا ہے کہ یہ حضرت طُفَیْل دَوْسِی سَرِیَّہ ذُوالْکَفَّیْن سے لوٹتے وقت اپنے ساتھ لائے تھے۔ پتھر پھینکنے سے ہی ایک دن قلعہ کی ایک دیوار میں ایک سوراخ ہو گیا۔ چنانچہ مسلمانوں کی ایک جماعت دَبَّابَہ کے ذریعہ قلعہ کی دیوار کی طرف بڑھی یہ ایک بکسہ سا تھا جس سے محفوظ کیا جاتا تھا۔ تا کہ اس میں آگے بڑھ کر اس کے ذریعہ وہاں اندر جا سکیں لیکن جب آگے بڑھے تو قلعہ والوں نے ان پر لوہے کے جلتے ہوئے ٹکڑے پھینکنے شروع کر دیے۔ دبابہ میں چونکہ بہت سارا چمڑا بھی استعمال ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کو آگ لگ گئی اور اس کے نیچے سے مسلمان مجاہدین کو باہر نکلنا پڑا اور جونہی وہ باہر نکلے تو طائف والوں نے ان پر تیر اندازی کی اور ان میں سے اکثر کو شہید کر دیا۔ اسی دوران ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں کے انگوروں کے باغات کاٹنے کا بھی حکم دیا۔ میرا خیال ہے یہ آخری حربہ تھا۔ جو میرا خیال ہے کہ ڈرانے کے لیے عام طور پر استعمال کیا ہو گا کیونکہ بعد میں منسوخ بھی کر دیا تھا۔ پہلے تو قلعہ والوں نے بڑی رعونت سے کہا کہ آپ جلاتے ہیں ہمارے باغ تو جلا دیں۔ آپ لوگ ہماری مٹی اور پانی تو ساتھ نہیں لے کے جا سکتے۔ انہیں اپنے علاقے کی زرخیزی پر بہت مان تھا اور مقصد یہ تھا کہ ہم دوبارہ کاشت کر لیں گے ہم ڈرنے والے نہیں لیکن جب واقعی باغات کو تلف کرنا شروع کیا۔ اور کچھ حصہ انہوں نے یہ بتانے کے لیے کاٹ دیا کہ اچھا تم یہ کہتے ہو تو پھر ہم کاٹتے ہیں تو طائف کے ایک سردار سفیان بن عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ ہمارے باغات کیوں تلف کر رہے ہیں۔ اگر آپ نے ہم پر فتح پا لی تو یہ سب کچھ آپ کا ہو جائے گا۔ نہیں تو خدا کی خاطر اور صلہ رحمی کرتے ہوئے آپ ایسا نہ کریں۔ اس نے یہ درخواست کی کہ اللہ کے لیے صلہ رحمی بھی ہم لوگوں پہ کریں اور یہ نہ کریں۔ قریش مکہ کی بہت سی رشتہ داریاں طائف والوں کے ساتھ تھیں۔ یہ نہ بھی ہوتیں تو بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا جو اسوہ تھا وہ یہی تھا کہ سختی نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ سفیان کی اس درخواست پر ان باغوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا اور نہیں کاٹا۔

(ماخوذ از السیرۃ النبویہ لابن ہشام صفحہ 793 الطریق الی الطائف۔ دار الکتب العلمیۃ 2001ء) (ماخوذ از شرح العلامۃ الزرقانی علی مواہب اللدنیہ۔ جزء الرابع۔ صفحہ 10 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء) (ماخوذ از غزوۂ حنین، از باشمیل صفحہ 227 تا 229-242 نفیس اکیڈمی) (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 9 صفحہ 349، بزم اقبال لاہور)

(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 312 مکتبہ دار السلام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نصف ماہ یا اس سے بھی زائد عرصہ تک اہلِ طائف سے جنگ میں مصروف رہے لیکن طائف والوں کے دلوں پر درحقیقت حنین کی شکست کا ایسا خوف اور رعب طاری ہو چکا تھا کہ وہ قلعہ کے اندر سے لڑتے رہے، باہر نہیں نکلے۔ اس دوران ان کا ایک بھی شخص حصار سے باہر آ کر نہ لڑا۔

(تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 171۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1987ء) (ماخوذ از غزوہ حنین از باشمیل صفحہ 244 نفیس اکیڈمی)

یہاں تک کہ ایک مرتبہ خالد بن ولید نے میدان میں نکل کر ثقیف کے بہادروں کو چیلنج کیا اور مبارزت کی دعوت دی لیکن بار بار کی پکار پر کوئی بھی باہر نہ نکلا یہاں تک کہ ثقیف کے سردار عَبْدِ یَالِیْل نے حضرت خالد کو بلند آواز سے پکار کر کہا۔ ہم میں سے کوئی بھی تمہارے مقابلے پر نہیں آئے گا۔ ہم اپنے قلعہ میں محفوظ ہیں اور سال بھر کے لیے ہمارے پاس کھانا اور خوراک ہے۔ ہمیں کوئی فکر نہیں۔ اسی دوران ایک مرتبہ حضرت یَزِیْد بِنْ زَمْعَہ نے قلعہ والوں سے بات کرنے کے لیے کہا کہ اگر تم مجھے امان دیتے ہو تو میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ گارنٹی دو کہ تم مجھے نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔ میں سفیر کے طور پر آنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے امان دی اور کہہ دیا کہ ٹھیک ہے ہم امان دیتے ہیں۔ وہ قلعہ کے قریب ہوئے لیکن انہوں نے بدعہدی کرتے ہوئے ان پر تیر برسانے شروع کر دیے اور وہ شہید ہو گئے۔ یہ اس غزوہ کے پہلے شہید تھے۔ یہ اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ کے بھانجے تھے۔ انہیں شہید کرنے والا هُذَیْل بِنْ اَبِی صَلْت تھا۔ وہ ان کو شہید کرنے کے بعد تکبر سے قلعہ سے باہر نکلا اور اس کا خیال تھا کہ مسلمان اس واقعہ سے خوفزدہ ہو چکے ہوں گے اور کچھ نہیں کر سکیں گے لیکن جونہی وہ قلعہ کے دروازے سے باہر نکلا تو حضرت یزید بن زمعہؓ کے بھائی یعقوب بن زمعہ جو قلعہ کے دروازے کے قریب ہی چھپے ہوئے تھے انہوں نے اس کو دبوچ لیا اور پکڑ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! یہ میرے بھائی کا قاتل ہے۔ چنانچہ اس کو قتل کر دیا گیا۔ (دائرہ معارف سیرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 9 صفحہ 351 تا 354، بزم اقبال لاہور)

(غزوہ حنین از باشمیل صفحہ 229 تا 230 نفیس اکیڈمی)

یہ تفصیلات ابھی چل رہی ہیں۔ ان شاء اللہ آئندہ مزید بیان ہوں گی۔

نماز کے بعد میں دو جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا مکرم ڈاکٹر سید شہاب احمد صاحب کا ہے جو آجکل کینیڈا میں تھے۔ بنیادی طور پر انڈیا کے تھے۔ گذشتہ دنوں میں چھیانوے سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ مرحوم موصی تھے۔ ان کا ایک بیٹا اور تین بیٹیاں ہیں۔ آگے بھی ان کی نسل ہے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت سید ارادت حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف صوبہ بہار کے نواسے تھے۔ آپ نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے نفسیات میں ایم ایس سی کی۔ پھر بہار یونیورسٹی مظفر پور سے ایم اے کیا۔ بعد ازاں گلاسگو یونیورسٹی سکاٹ لینڈ سے اسی مضمون میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ 1968ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر کینیڈا چلے گئے وہاں یونیورسٹی میں بحیثیت پروفیسر کلینیکل سائیکالوجی کا مضمون پڑھایا۔ نو سال تک یہ کلینیکل سائیکالوجسٹ کے طور پر پریکٹس کرتے رہے۔ مرحوم کو مختلف وقتوں میں ہندوستان اور کینیڈا میں جماعت کی خدمت کی بھی توفیق ملی۔ آپ لمبا عرصہ تک سسکاٹون جماعت کے صدر بھی رہے۔ اس سے پہلے سیکرٹری تبلیغ کے طور پر بھی فعال خدمت کی توفیق پائی۔ پھر ایڈمنٹن میں سیکرٹری اشاعت کے علاوہ تربیت اور تعلیم کے شعبوں میں خدمت بجالاتے رہے۔ کامیاب داعی الی اللہ تھے۔ کئی بیعتیں کروانے کی ان کو توفیق ملی۔ جماعت احمدیہ کینیڈا کی تاریخ انگریزی زبان میں لکھی جا رہی ہے اس کی ایک حد تک اصلاح کی بھی ان کو توفیق ملی۔ سسکاٹون کینیڈا میں کئی بین المذاہب کانفرنس منعقد کروانے کی توفیق ملی جس سے وہاں کے تعلیم یافتہ طبقے تک جماعت کا پیغام پہنچا۔ آپ کو مختلف اداروں میں اسلام اور احمدیت پر تقاریر کرنے کا بھی موقع ملا۔ مختلف لائبریریوں میں جماعت کی کتابیں بھی رکھوائیں۔ ایک علمی شخصیت کے مالک تھے۔ اسلام احمدیت کی تائید میں انگریزی اور اردو زبان میں آپ کے مختلف مضامین بھی جماعتی اخبارات اور رسائل کے علاوہ دیگر اخباروں میں شائع ہوتے رہے۔ ان کا ایک اہم کارنامہ صوبہ بہار انڈیا کی تاریخ احمدیت کو مرتب کرنا بھی ہے۔ آپ کی دو کتب ہیں صوبہ بہار کے اصحابِ احمد اور صوبہ بہار کے شہدائے احمدیت اور چند ابتدائی مخلصین۔ یہ دو کتابیں شائع بھی ہو چکی ہیں۔ اچھی کتابیں ہیں۔ صوبہ بہار کے احمدیوں سے مسلسل رابطہ کیا اور ان کے حالات جمع کیے اور آپ کی ایک تیسری کتاب ''صوبہ بہار میں احمدیت'' بھی مکمل ہو چکی ہے جو انگریزی زبان میں ہے۔ ایک نیک متقی بزرگ اور ایک مثالی احمدی تھے۔ ہمیشہ اسلامی احکامات کی پابندی کرنا اپنا اوّلین فرض سمجھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت سے ان کا گہرا عقیدت اور فدائیت کا تعلق تھا۔ ان کے بیٹے سید مبارک کہتے ہیں کہ پوری زندگی کا انہوں نے صرف ایک ہی مقصد بنایا اور وہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا۔ چنانچہ پنجگانہ نمازوں کے بہت پابند تھے۔ عبادت کا ایک خاص شغف تھا۔ پڑھنے لکھنے اور سیکھنے کا بھی ان کو بہت شوق تھا۔ زندگی کے آخری ایام میں بھی نئی کتابیں خریدتے تھے اور بڑھاپے کے باوجود جمعہ کی نماز کے لیے باقاعدگی سے جاتے اور وفات سے ایک ہفتہ پہلے بھی ویسٹرن کینیڈا کے جلسہ میں شامل ہوئے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا اور مختلف قصبوں میں جا کے تبلیغ کیا کرتے تھے۔ ہر معاملے میں خلیفہ وقت سے راہنمائی لیتے تھے۔ ان کے بڑے خط مجھے بھی آیا کرتے تھے۔ کتابیں بھی اپنی لکھی ہوئی بھیجا کرتے تھے۔ چندہ جات میں ہمیشہ سب سے آگے رہتے۔ زندگی کے آخری چار سالوں میں اپنی آمدنی کا پانچواں حصہ وصیت میں پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا ذکر ہے مبارک کھوکھر صاحب لاہور کا جو انشاء اللہ کھوکھر صاحب کے بیٹے تھے۔ یہ بھی گذشتہ دنوں اکاسی سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ مرحوم بھی موصی تھے۔ افضل کھوکھر صاحب شہید گوجرانوالہ کے سب سے چھوٹے بھائی اور اشرف کھوکھر صاحب شہید کے چچا تھے۔ دو شہید ہیں ان کے خاندان میں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ خاص تعلق تھا۔ انہوں نے ہی ان کی شادی کروائی۔ ان کا رشتہ کروایا اور خلافت سے پہلے بھی ان کے ساتھ بہت قریبی تعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر ہی آپ نے کراچی میں اپنا کاروبار شروع کیا اور بڑا کامیاب کاروبار رہا۔ جماعتی لحاظ سے کوئی ایسی اہم خدمت تو ان کے سپرد نہیں ہوئی لیکن جماعتی خدمت کے لیے جب بھی ان کو بلایا جاتا یہ فوراً حاضر ہو جاتے۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ نہایت گہری عقیدت رکھتے تھے۔ نہایت ملنسار، شفیق اور لوگوں کی تکلیف کا احساس کرنے والے تھے، اسے دور کرنے کی کوشش کرتے۔ رفاہِ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ اپنی والدہ مرحومہ کے نام پر تعلیمی وظیفہ بھی انہوں نے جاری کیا ہوا تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۳/اکتوبر ۲۰۲۵ء، صفحہ ۲ تا ۷)

☆......☆......☆

محترمہ فوزیہ بیگم منڈاسگر صاحبہ

ایک باوفا اور نیک سیرت خاتون کی یاد میں

مبشر احمد منڈاسگر، ہبلی، کرناٹک

مکرّمہ فوزیہ بیگم منڈاسگر صاحبہ مرحومہ کا تعلق ہبلی، کرناٹک سے تھا۔ گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی 68 سال کی عمر میں مورخہ 19/ اگست 2025 کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں 21/ اگست 2025 کو عمل میں آئی۔

میری شریکِ حیات مکرّمہ فوزیہ بیگم منڈاسگر صاحبہ مرحومہ کا ابتدا ہی سے نیکی، تقویٰ اور خدمتِ دین سے گہرا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر معمولی دینی ذوق عطا فرمایا تھا۔ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، ذکر و اذکار میں مصروف اور کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی خاتون تھیں۔ غریبوں کی مدد کرنا، یتیموں اور ضرورت مندوں کو سہارا دینا، بیواؤں کا دکھ درد بانٹنا ان کا عام معمول تھا۔ مرحومہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے گہرا شغف تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ایک چھوٹی سی لائبریری قائم کی تھی جس میں جماعتی لٹریچر اور حضور علیہ السلام کی کتابیں شامل تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں جماعتی خدمت کا بھی موقع عطا فرمایا۔ ایک طویل عرصہ تک صدر لجنہ اماء اللہ ہبلی کے طور پر خدمت انجام دیتی رہیں۔ گھریلو زندگی میں بھی ان کا نمونہ مثالی تھا۔ ایک وفا شعار بیوی کے طور پر انہوں نے ہر حال میں میرا ساتھ دیا۔ مشکل وقت ہو یا آسانی کا دور، ہر حال میں صبر، شکر اور دعا کا دامن تھامے رکھا۔ بچوں کی تربیت میں ان کی سب سے بڑی تاکید یہی رہی کہ نماز کو کبھی نہ چھوڑو اور ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھو۔

مرحومہ اپنے پسماندگان میں پانچ بیٹیاں، ایک بیٹا، تین پوتے، ایک پوتی، چھ نواسیاں اور پانچ نواسے یادگار چھوڑ گئی ہیں۔ ان کی وفات میرے اور میرے اہل خانہ کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، ان کی نیکیاں قبول فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور مجھے اور میرے بچوں کو بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

☆☆☆

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 01

ہیں تو شاید آپ کی مُراد ہم انصار سے ہے کہ اس بارہ میں ہماری کیا رائے ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! جب ہم مکّہ مکرمہ میں گئے تھے اور ہمیں آپ کی بیعت کی سعادت حاصل ہوئی تھی تو اُس وقت ہم نے آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ مدینہ تشریف لے آئیں۔ آپ نے ہماری درخواست کو قبول فرمایا اور ہم نے یہ معاہدہ کیا کہ اگر مدینہ پر کسی دشمن نے حملہ کیا تو ہم اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کر کے آپکی حفاظت کریں گے لیکن اگر مدینہ سے باہر مقابلہ ہوا تو پھر ہم پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ اب چونکہ مدینہ سے باہر مقابلہ ہو رہا ہے، اس لئے شاید آپ کا اشارہ اُس معاہدہ کی طرف ہے اور آپ ہم سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اب اس معاہدہ کے مطابق ہماری کیا رائے ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا تم درست سمجھتے ہو، میرا اشارہ اسی معاہدہ کی طرف تھا۔ اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ اس معاہدہ کا خیال جانے دیجئے۔ جب ہم نے یہ معاہدہ کیا تھا اُس وقت ابھی ہم پر آپ کی پوری شان ظاہر نہیں ہوئی تھی مگر اب ہم نے دیکھ لیا ہے کہ آپ کی کیا شان ہے اور آپ کتنی بڑی عظمت اور جاہ وجلال کے نبی ہیں۔ اب کسی معاہدہ کا سوال نہیں۔ یا رسول اللہ! چند منزل کے فاصلہ پر سمندر ہے آپ حکم دیں تو ہم اپنے گھوڑے اُس میں ڈالنے کیلئے تیار ہیں اور یا رسول اللہ! اگر لڑائی ہوئی تو خدا کی قسم ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن اس وقت تک آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گذرے۔ یہ وہ اخلاص تھا جس کا نمونہ انصار نے دکھایا اور یہ وہ جذبۂ فدائیت تھا جس کا انہوں نے مظاہرہ کیا۔ اور پھر انہوں نے جس طرح بھیڑ اور بکریوں کی طرح اپنے سروں کو اسلام کی راہ میں کٹوایا اس کے نقوش تاریخ کے صفحات پر ہی نہیں دلوں کی گہرائیوں پر اس طرح ثبت ہیں کہ قیامت تک آنے والی نسلیں اُن کی شاندار قربانیوں کو کبھی فراموش نہیں کرسکتیں۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 165، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

بقیہ پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ ٹوگو 2024ء از صفحہ نمبر 14

کبھی کمزوری نہیں دکھانی چاہئے تا کہ ہم اس بات کو یقینی بنا سکیں کہ اسلام کا حقیقی پیغام دنیا کے ہر ملک کے ہر ایک فرد تک پہنچے۔ یہ ایک بہت بڑا کام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے ذمہ لگایا ہے۔

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ بلجیم ۱۷/ اگست ۲۰۱۸ء)

اب جبکہ آپ نے پچیس سال کا تاریخی سنگ میل طے کر لیا ہے۔ آپ کو چاہیے کہ آپ خود کو مضبوط عزم و ہمت اور پوری لگن کے ساتھ جماعت کے لیے وقف کر دیں۔ آپ کو اپنی تاریخ میں اس سنگ میل تک رسائی پر ہی خوش ہو کر بیٹھ نہیں جانا چاہیے بلکہ خود سے سوال کرنا چاہیے کہ ہم نے کیا حاصل کیا اور ہم کیسے تیزی کے ساتھ آگے بڑھ سکتے ہیں اور مزید ترقی کر سکتے ہیں اور کیسے ہم اپنی کمزوریاں دور کر سکتے ہیں۔ صرف وہی قومیں ہی فتح یاب ہوتی ہیں جو مستقل خود کو بہتر کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور مزید آگے بڑھنے کے لیے نئے منصوبے بناتی ہیں۔

لہٰذا آپ کو تبلیغ کے لیے اور احباب جماعت کی تربیت کے لیے نئے منصوبے بنانے چاہئیں۔ تا کہ آپ مزید ترقی کریں اور آنے والے سالوں میں جماعت کی ترقی اور بہتری کئی گنا زیادہ ہو جائے۔ ان پروگراموں کو لاگو کرنے کی ذمہ داری صرف عہدیداروں ہی کی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ سب احباب جماعت پوری طرح اس میں شامل ہوں اور ان پاک مقاصد کے حصول کے لیے مزید محنت کریں۔ اللہ آپ کو ایسا کرنے کی توفیق دے۔ اللہ آپ سب پر فضل فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 6 مئی 2025)

ضرورت ھے

نظامت تعمیرات قادیان کو ایک الیکٹریکل سپروائزر کی

مطلوبہ کوائف/تعلیمی قابلیت/تجربہ

(1) اُمیدوار کی عمر 18 سال سے کم اور 30 سال سے زائد نہ ہو۔ (حالات کے پیش نظر استثنائی صورت پر غور کیا جا سکتا ہے)
(2) اُمیدوار کو الیکٹریکل فیلڈ میں سرٹیفکیٹ یا Trade Qualification (مثال کے طور پر صنعتی ادارہ یا ووکیشنل اسکول سے) حاصل ہو۔
(3) اُمیدوار کے پاس الیکٹریکل سپروائزر لائسنس ہو۔
(4) اُمیدوار کو اضافی سرٹیفکیٹس جیسے Safety Certificate,First Aid/CPR Training Certificate,HV/LV Switching Operations حاصل ہو۔
(5) اُمیدوار کو الیکٹریکل انسٹالیشن، مرمت یا پروجیکٹ ورک میں کم از کم 02 سالہ عملی تجربہ ہو۔
(6) سپروائزر یا Lead Technician Role کا کم از کم 1 سالہ تجربہ ہو۔
(7) Industrial electrical systems,Control panels,Switchgear, Power Distribution Systems,Wiring and Conduit Systems کے کام کا تجربہ ہو۔
(8) Electricians یا Technicians کی ٹیم کو مینیج کرنے کا تجربہ ہو۔
(9) اُمیدوار کو الیکٹریکل Codes اور حفاظتی معیارات کی گہری سمجھ ہو۔
(10) الیکٹریکل Drawings اور Blueprints کو پڑھنے اور سمجھنے کی صلاحیت ہو۔
(11) الیکٹریکل مسائل کے Troubleshooting کا تجربہ ہو۔
(12) اچھی کمیونیکیشن اور ٹیم لیڈرشپ کی مہارت ہو۔
(13) اُمیدوار صحت مند ہو۔ دینی و اخلاقی حالت اچھی ہو۔ مہذب ہو اور کام کرنے والوں کے ساتھ حِلم کا رویہ رکھتا ہو۔

ضروری ہدایات:

(1) ہفت روزہ اخبار بدر میں شائع آخری اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہوں گی انہیں پر غور ہوگا۔
(2) خواہشمند اُمیدوار اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر اپنے ضلع امیر/ مقامی امیر/ صدر جماعت/ مبلغ انچارج کے تصدیقی دستخط مع مہر کے ساتھ ارسال کریں۔
(3) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کا اہل ہوگا جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوگا۔
(4) سفر خرچ قادیان آمد و رفت و اخراجات میڈیکل سرٹیفکیٹ اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔
(5) بوقتِ انٹرویو اپنی اصل تعلیمی سندات اپنے ہمراہ لانا ضروری ہوگا۔

نوٹ: انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان، گورداسپور پنجاب۔ پن کوڈ: 143516
موبائل: 9682587713,9888232530,9682627592 دفتر: 01872-501130
Email:diwan@qadian.in

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں
اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کیلئے دُعا نہیں کرتا

(ملفوظات، جلد 1 صفحہ 562)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ
کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 266، ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

بقیہ حضور انور کے ساتھ خدام الاحمدیہ امریکہ کی ملاقات از صفحہ نمبر 02

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اس پیشگوئی کی کچھ شرائط ہیں۔ اپنے آپ کو محض نام سے احمدی نہ کہو بلکہ عمل سے اپنے آپ کو احمدی بناؤ۔ اگر آپ نیک ہیں، اللہ کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں، اگر آپ قرآن پاک میں دیے گئے تمام احکامات پر عمل کرتے ہیں، اگر آپ اپنی روزانہ کی تمام نمازیں خلوص کے ساتھ ادا کر رہے ہیں تو پھر آپ بچائے جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائینگے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

موصوف نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی، اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ آپ پر فضل کرے، اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت اور آپ کے خدام پر اپنا فضل کرے اور انہیں اپنے ایمان میں اخلاص عطا کرے نیز مضبوط اور پختہ احمدی بنائے۔

ہیرس برگ جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک خادم نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ اسلام کہتا ہے کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ لیکن جب ہم کسی کی help کرتے ہیں، ہماری نیت صاف ہوتی ہے، لیکن پھر بھی آخر پر ان کو تکلیف پہنچ جاتی ہے یا ان کا پھر بھی نقصان ہوجاتا ہے۔ ہم تو اپنے آپ کو تسلی دے دیتے ہیں کہ ہماری نیت صاف تھی، مگر اگلا بندہ جس کا نقصان ہوتا ہے وہ اس نظریے سے نہیں دیکھتا۔ اللہ تعالیٰ اس situation کو کیسے دیکھتا ہے کیونکہ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہماری نیت صاف تھی؟

حضور انور نے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اگر آپ کی intention اچھی ہے، تب اللہ تعالیٰ آپ کی نیت کو دیکھتا ہے، چاہے وہ دوسرا بندہ اس کو صحیح دیکھے یا نہیں۔ اگر آپ کی نیت صاف ہے تو اللہ آپ کو اجر دے گا۔ اگر نتیجہ اچھا نہ بھی ہو اور اگر آپ نے جان بوجھ کر کچھ غلط نہیں کیا تو پھر اللہ تعالیٰ اس عیب یا غلطی پر پردہ ڈال دے گا۔ اس لئے یہ یاد رکھو کہ جو کام کرنا ہے، یہ دیکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے، اگر وہ ٹھیک ہے، اللہ کا خوف ہے تو پھر کسی سے خوف کی ضرورت نہیں ہے۔

ہیرسبرگ جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک اَور خادم نے حضور انور سے راہنمائی طلب کی کہ جب ہم کالج جاتے ہیں تو وہاں عورتیں اور شراب ونشہ وغیرہ کھلے عام دستیاب ہوتے ہوئے ہم کیسے سیدھے راستے پر چل سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ اپنے آپ کو ان سب برائیوں سے دُور رکھو۔ استغفار کرو۔ جب بھی ایسی چیزیں دیکھو تو استغفار پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ جب بھی ان بے حیائیوں کو دیکھو تو اپنا رخ موڑ لیا کرو اور دوسری طرف چل پڑو۔ اس طرح تم اپنے آپ کو بچا سکتے ہو۔ فوراً اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْۢبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ بار بار دُہرایا کرو اور پنجوقتہ نماز ادا کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ ان معاشرے کی برائیوں سے بچا کر رکھے۔ آج کل معاشرہ ان برائیوں سے بھرا ہوا ہے اور وہ آپ کو اپنی طرف کھینچ رہی ہیں۔ اس طرح آپ شیطان کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہ آپ اور شیطان کے درمیان لڑائی ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ کون کامیاب ہوتا ہے؟

وِلنگ بورو جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک خادم نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ اطفال کے والد کو ان کی تربیت کا خیال نہیں ہوتا مثلاً ان کو اطفال کلاسز کے لئے مسجد میں لانا یا دینی تعلیم کے بہتر کرنے میں سستی ہوتی ہے اور ماؤں پر سارا بوجھ ڈالا جاتا ہے۔

اس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اگر باپ اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا نہیں کر رہے اور سارا بوجھ ماؤں کے کندھوں پر ہے، خصوصاً جب لڑکے ایک خاص عمر کو پہنچ کر اپنی ماؤں کی باتیں سننا ہی نہیں چاہتے ہیں، جب تک باپ کا اس میں دخل نہ ہو، تو ان معاملات میں خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کو ان بچوں کی نگرانی کرنی چاہئے۔ ان سے دوستی کریں اور اطفال اور خدام میں سے ان کے ہم عمر تربیت یافتہ لڑکوں کو آگے لائیں تا کہ وہ ان سے دوستی کر سکیں اس طرح آپ ان کو جماعت سے وابستہ رکھ سکتے ہیں۔

گویہ ایک چیلنج ہے، لیکن آپ کو اس کے لئے محنت کرنی پڑے گی۔ ایسے لڑکوں سے دوستی کریں اور ماؤں کی مدد کریں اور ان کے باپوں کو بتائیں کہ ان کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے اور اپنے بچوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ سے مدد لیں۔ خدام، انصار، اطفال اور لجنہ کی ایک مشترکہ کوشش ہونی چاہئے تا کہ افراد کی صحیح نہج پر تربیت ہو۔ وہ جماعت سے اور نظام سے وابستہ رہیں۔ ماؤں کی مدد کریں اور ان سے پوچھیں کہ ان کو آپ سے کس قسم کی مدد کی ضرورت ہے اور ان کی مدد کریں۔

ایک خادم نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ بہت سے خدام ایسے ہیں جو سکول یا روزگار کے مواقع کی تلاش کے سلسلے میں نقل مکانی کرتے ہیں۔ ایسے خدام کے لئے حضور انور کی کیا نصیحت ہے تا کہ وہ نئی جگہ میں جماعت کے ساتھ جڑے رہیں؟

اس پر حضور انور نے راہنمائی فرمائی کہ وہ جس جگہ بھی منتقل ہوتے ہیں، اگر وہاں جماعت موجود ہے، تو خدام الاحمدیہ کا نظام اتنا مؤثر ہونا چاہئے کہ وہاں کی مجلس انہیں فوری طور پر اپنے اندر شامل کر لے تا کہ وہ جماعت اور مجلس کے ساتھ منسلک رہیں۔

تو یہ آپ پر منحصر ہے کہ جب بھی وہ ایک جماعت سے دوسری جماعت یا ایک مجلس سے دوسری مجلس میں منتقل ہوتے ہیں تو آپ کے متعلقہ سیکرٹری تربیت یا ناظم تربیت ان سے رابطہ کریں اور ان کو جماعت کے قریب لانے کی کوشش کریں۔ اس کا سارا انحصار آپ کے نظام کی کارگزاری اور متعلقہ مقامی جماعت پر ہے۔

ملاقات کے اختتام پر خدام کو از راہِ شفقت حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے اور حضور انور کے دستِ مبارک سے قلم کا تبرک حاصل کرنے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ حضور انور نے آخر پر سب شاملین کو السلام علیکم کا تحفہ پیش کیا اور اس طرح سے یہ ملاقات بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئی۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 27 جون 2024ء)

❁❁❁

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 13/ستمبر 2025ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 06 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1)	مکرمہ ماہا ندیم صاحبہ بنت مکرم ندیم عالم صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم انس محمود صاحب (مربی سلسلہ یوکے) ابن مکرم خالد محمود صاحب
(2)	مکرمہ رافعہ عاصم جمیل صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم عاصم جمیل صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم عامر سعید بھٹی صاحب (مربی سلسلہ وکالت تعمیل وتنفیذ یوکے) ابن مکرم محمد احمد سعید بھٹی صاحب
(3)	مکرمہ منیبہ بشیر صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم بشیر احمد صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم لبید احمد صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم ندیم احمد صاحب مرحوم (جرمنی)
(4)	مکرمہ ناصیہ عظیم منہاس احمد صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم نیر منہاس احمد صاحب (امریکہ) ہمراہ مکرم سرمد عثمان مرزا صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم خالد مسعود مرزا صاحب (کینیڈا)
(5)	مکرمہ گلِ سحر احمد صاحبہ بنت مکرم ملک سجاد احمد صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم سدید احمد صاحب (واقفِ نو۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ بلغاریہ) ابن مکرم احمد خان نسیم صاحب (مڈغاسکر)
(6)	مکرمہ مصباح سحر صاحبہ بنت مکرم محمد افضل صاحب مرحوم (یوکے) ہمراہ مکرم ارباز زاہد صاحب ابن مکرم زاہد محمود صاحب (یوکے)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

☆......☆......☆

اِجْتِمَاع

(نصر الحق نصر نیپالی معلم وقف جدید ارشاد)

آیئے ہے قادیاں دارالاماں میں اجتماع	عاشقوں کا ہو رہا ہے گلستاں میں اجتماع
یہ نظارہ اور دنیا میں کہیں ملتا نہیں	منفرد ہے قادیاں کا کل جہاں میں اجتماع
آج جب دنیا ہے آپس میں مقابل روز وشب	خوب ہے جنگ وجدل کے درمیاں میں اجتماع
جبکہ کڑواہٹ دلوں میں بھر گئی ہے اسقدر	کاش ہو ادیان کا شیریں زباں میں اجتماع
بھائی بھائی میں کدورت اس طرح ہے آجکل	جسطرح ہوجائے مَے کا خونِ جاں میں اجتماع
جس جگہ میں ہوں ہمارے دوست بھی مثل عدو	کتنا مشکل ہے ہمارا اس مکاں میں اجتماع
ایسے میں تشنہ لبوں کا اجتماع صد افتخار	ہے برائے ذکر یارو قادیاں میں اجتماع
ایک دن ایسا بھی ہوگا عالم فانی کے بعد	جب بپا ہوگا خدا کے سائباں میں اجتماع
متحد ایسے رہیں سب اے خدا اھل زمیں	چاند تاروں کا ہے جیسے آسماں میں اجتماع
مصطفیٰؐ پر جا کے بھیجوں از دل بسمل سلام	کاش ہو اپنا بھی شہر مہرباں میں اجتماع
یوں تو ناممکن سا لگتا ہے نصرؔ دل کا ملاپ	لیک ممکن ہے ہمارے داستاں میں اجتماع

سالانہ اجتماعات ذیلی تنظیمات 2025ء

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال تینوں ذیلی تنظیمات مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، مجلس انصار اللہ بھارت اور لجنہ اماء اللہ بھارت کے قادیان دارالامان میں سالانہ مرکزی اجتماعات کے لئے مورخہ 24، 25، 26 اکتوبر 2025ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی از راہِ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شمولیت کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

محترم سید منظور احمد صاحب عرف علی احمد

یکے از تابعین اصحاب احمدؑ اڈیشہ

سید شاہد احمد سابق سیکرٹری اصلاح وارشاد جماعت احمدیہ بھوبنیشور، حال مقیم کٹک

سال 1973ء کے ماہِ جنوری کے ابتدائی سردی کے ایام تھے۔ راقم الحروف مع اپنے ایک دوست کے بھوبنیشور ریلوے اسٹیشن پر جلسہ سالانہ قادیان سے واپس آنے والے احباب کرام کے استقبال کا منتظر تھا۔ ٹرین رکی مختلف احباب ٹرین سے اترتے ہیں انکے سامان وغیرہ اتارنے میں ان کے اقارب مصروف عمل ہیں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چھیاسٹھ سالہ بزرگ تن تنہا ایک چست و چوکس نوجوان کی طرح اترتا ہے اور اپنا سامان لئے ایک طرف کو چل دیتا ہے۔ جب ہم آگے بڑھ کر اس جواں ہمت بزرگ کی جانب برائے سہارا لپکے تو انہوں نے مسکراہٹ کے ساتھ ہماری خدمات قبول کرتے ہوئے ہمیں دعا دی پھر اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہوئے۔ جانتے ہیں یہ بزرگ کون تھے؟ یہ وہی بزرگ تھے جنہیں جماعت احمدیہ نیو کیپٹل بھوبنیشور کے پہلے صدر جماعت ہونے کی سعادت حاصل رہی۔ جنھوں نے اس جماعت کو پروان چڑھایا۔ جس نے اپنے بعد آنے والے خادمان سلسلہ پیدا کئے۔ جن کی انتھک کوشش، محنت ودعا کی قبولیت سے سلسلہ کے بہت سارے فدائی وشیدائی نے جنم لیا۔ وہ ایک معمولی سرکاری ملازمت کرنے والے محترم سید منظور احمد صاحب مرحوم عرف ''علی احمد'' تھے جن کی دعا، محنت اور لگن سے جماعت احمدیہ بھوبنیشور سن بلوغت کو پہنچی۔

محترم سید صاحب کی پیدائش قصبہ سونگڑہ ضلع کٹک صوبہ اُڈیشہ کے محلہ رسول پور نامی گاؤں میں 30 اکتوبر 1906ء کو ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا نام حضرت الحاج سید حاجی احمد علیؓ (عرف حاجی احمد) تھا جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر حاصل کی پھر محلہ گوہالی پور کے مقامی مدرسہ اور اپنے ماموں حضرت سید نیاز حسین صاحبؓ (صحابی حضرت مسیح موعودؑ) سے دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم میں محترم سید غلام محمد صاحب مرحوم (1886-1971) اور محترم سید محمد محسن صاحب مرحوم (1889-1968) عطر فروش کا کردار رہا ہے۔ میٹرک میں 1930ء میں کامیابی حاصل کی۔ بعد از فراغت تعلیم و شادی آپ کی پہلی ملازمت 27 جنوری 1939ء کو سرکاری Treasary میں ہوئی۔ ازاں بعد 1952ء میں مکمل طور پر صوبہ اڈیشہ کے مرکزی secretariate کے محکمہ Finance Dept میں تاریٹائرمنٹ ملازم رہے۔ ان ایام میں ہی آپ نے مقامی احباب کو یکجا کر کے ''جماعت احمدیہ بھوبنیشور'' کی بنیاد ڈالی اور تاحیات سوائے چند سالوں کے بھوبنیشور کے صدر جماعت رہے۔

صوبائی سیکریٹیریٹ میں ملازمت کے دوران آپ نے بیشمار خدمت خلق اور خدمات سلسلہ کے کام انجام دیئے جن میں احمدی، غیر احمدی اور غیر مسلم افراد کو ملازمت دلوانے اور رفاحی کاموں میں تعاون رہا۔ مزاج میں شفقت اور ہمدردی کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

آپ ہی کی تربیت نے جماعت احمدیہ بھوبنیشور میں محترم سید عبید السلام صاحب مرحوم سابق صدر، محترم سید محمد سرور صاحب مرحوم سابق ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان، محترم عبد القادر خان صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ بھوبنیشور و یکے از مترجم قرآن بزبان اڈیہ، محترم سید عبد القیوم صاحب مرحوم سابق سکریٹری مال، محترم سید بشیر احمد صاحب مرحوم، محترم غلام احمد عبید صاحب مرحوم سابق سکریٹری امور عامہ، محترم ڈاکٹر محمد انور الحق صاحب سابق صدر امیر و یکے از مترجم ترجمہ قرآن بزبان اڈیہ، محترم سید تنویر احمد صاحب صدر مجلس وقف جدید قادیان، محترم سید نصیر احمد مرحوم سابق آڈیٹر قادیان، مکرم سید داؤد احمد صاحب کارکن دفتر محاسب جیسے خادمان سلسلہ پیدا کئے۔

آج مسجد احمدیہ بھوبنیشور کی شاندار عمارت جو ''مسجد حمد'' کے نام سے موسوم ہے، یہ صرف اور صرف آپ کی انتھک کوشش، متضرانہ دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے۔ مسجد کے پلاٹ کے حصول کے سلسلے میں آپ نے ہی حکومت کے وزراء اور بالا افسران سے متواتر رابطہ کیا اور اس سلسلہ میں مسلسل دوڑ دھوپ کرتے رہے۔ ازاں بعد مکرم پرونشل امیر صاحب اڈیشہ کے تعاون سے افسران ووزراء سے خط وکتابت کا سلسلہ جاری رکھا اور 23 سال تک مسلسل کوشش کرتے رہے۔

محترم سید صاحب کی خودنوشتہ ڈائری ودیگر ریکارڈ وغیرہ کے مطابق مسجد احمدیہ بھوبنیشور کیلئے جناب سردار ہرچرن سنگھ برار صاحب سابق گورنر اڈیشہ کی منظوری سے 20 جولائی 1977ء کو پلاٹ کی اجازت مل گئی۔ جس کی رجسٹری 22 جولائی 1977ء کو ہوئی پھر 5-اگست 1977ء کو دخل لیا گیا۔ مورخہ 29-اکتوبر 1979ء کو بعد نماز جمعہ دعاؤں کے ساتھ سنگ بنیاد رکھی گئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی نظر شفقت سے ''صد سالہ جوبلی منصوبہ'' کی سکیم کے تحت مسجد کی تکمیل ہوئی نیز سیدنا حضور رحمہ اللہ نے ہی مسجد کا نام ''مسجد حمد'' تجویز فرمایا۔ ازاں بعد مورخہ 18 نومبر 1983ء کو محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم ناظر اعلیٰ قادیان نے باضابطہ افتتاح فرمایا۔ افسوس اس مبارک موقع پر محترم سید منظور احمد صاحب مرحوم موجود نہ تھے اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہو چکے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ۔

آپ کی طبیعت میں سادگی انکساری تھی۔ اپنے کام سے کام رکھتے تھے۔ چھوٹا قد، سفید رنگ، موٹی آنکھیں، اونچی ناک۔ سادگی کا یہ مرقع صرف نمازوں کے اوقات نظر آیا کرتا تھا۔ نماز بڑی وقار کے ساتھ ادا کرتے۔ تشہد رکوع وسجود میں بالکل بے جان معلوم ہوتے۔ جیسے جسم و جان کو خدائے واحد کے حضور سپرد کر دیا ہو اور درحقیقت یہی وہ کیفیت نماز ہے جس پر اہل اسلام کو قائم کرنے کیلئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ سید منظور احمد صاحب مرحوم موصی تھے۔ آپ کا وصیت نمبر 7798 ہے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں زیر حوالہ نمبر 1375 یادگاری کتبہ نصب ہے۔

آپ کے نیک نمونہ اور حسن خلق سے اعلیٰ حکام اسقدر مانوس ہو گئے تھے کہ آپ سلسلہ کے کسی بھی کام سے افسران سے رابطہ کے تو ان کا تعاون آپ کو حاصل رہتا۔ ناچیز راقم الحروف نے بھی کئی بار صوبائی سیکریٹریٹ میں ایسا واقعہ دیکھا ہے کہ آپ بے جھجک اعلیٰ سے اعلیٰ سرکاری افسران کے کمرے میں داخل ہوکر جماعتی کام کروا لیتے۔ بسااوقات یہ بات بھی مشاہدہ میں آئی ہے کہ کسی بھی بالا افسران سے راستے میں آپ کا سامنا ہوتا تو افسران اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر آپ کو ادب واحترام سے سلام کرتے۔ آپ ہی کے زمانہ صدارت میں محترم غلام احمد عبید صاحب مرحوم کی خصوصی معاونت سے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم و مغفور کو صوبائی حکومت نے اپنا مہمان خصوصی (State Guest) بنایا اور یہ اعزاز آپ کو تاوفات حاصل رہا۔

محترم سید صاحب کو احباب جماعت کی فلاح و بہبودی کا بہت خیال تھا۔ افراد جماعت کی تربیت کے لئے انہیں بار بار اجلاسات میں بلاتے نیز تبلیغی وفود میں شامل کیا کرتے۔ آپ نے بے شمار سرکاری افسران وزراء گورنر صاحبان و غیر مسلم معززین و علماء کرام کو بالمشافہ ملکر احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ جب بھی اپنے وطن سونگڑہ آتے اپنے مخالف رشتہ داروں کو تبلیغ کرتے تا انہیں بھی احمدیت کی نعمت حاصل ہو سکے۔

خلفاء احمدیت وخاندان مسیح موعود علیہ السلام سے عشق تھا۔ بابار مرکز احمدیت قادیان جایا کرتے نیز سیدنا حضرت المصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زیارت کی خاطر 1960ء میں ربوہ تشریف لے گئے۔ اپنے اکلوتے بیٹے کی تعلیم وتربیت کیلئے اسے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخلہ کروایا۔ سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ سابق پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے سپرد اپنے بیٹے کو کر آئے۔

آپ کی ساری زندگی خدمت دین، خدمت انسانیت اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لیے وقف تھی۔ اپنی 76 سالہ زندگی کے دور میں اپنے سارے کام اپنے ہاتھوں سے کرنا پسند فریا۔ اپنی روزی خود کماتے رہے۔ وفات سے قبل صرف اور صرف چند لمحہ مرض کی تکلیف محسوس کی ہسپتال پہنچتے ہی اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کی وفات مورخہ 16 اکتوبر 1982ء کو ہوئی۔ ازاں بعد اپنے آبائی قبرستان محلہ رسول پور، سونگڑہ میں تدفین عمل میں آئی۔

صوبہ اڈیشہ کی سب سے زیادہ کثیر الاشاعت اخبار ''سماج'' نے درج ذیل الفاظ میں آپکو خراج تحسین پیش کیا۔

''صدر جماعت احمدیہ بھونیشور کی وفات''

کٹک 20 اکتوبر، عالمگیر جماعت احمدیہ کی شاخ بھوبنیشور کے صدر سید منظور احمد صاحب کی گزشتہ کل 16 اکتوبر 1982ء کی رات جنرل ہسپتال بھوبنیشور میں وفات ہو گئی ہے۔ وہ معمولی علالت کی بنا پر ہسپتال میں داخل ہوئے تھے۔ انکا جسد اطہر کو ''یونٹ 4'' میں مسجد میں لاکر بغرض زیارت رکھا گیا تھا۔ ازاں بعد 17 اکتوبر کی شام صالح پور کے قریب محلہ رسول پور میں انہیں سپرد خاک کر دیا گیا۔ وہ ایک نیک اور مذہبی شخصیت تھے۔ ملی خدمات کے علاوہ ہندو مسلم اتحاد کے تعلق میں انہوں نے مختلف اوقات میں بہت کام کیا۔

اخبار ''سماج'' کے مدیر اعلیٰ ڈاکٹر رادھا ناتھ رتھ صاحب نے اپنے تعزیتی پیغام میں افراد جماعت نیز انکے خاندان سے ہمدردی کا اظہار فرمایا اور دعا دی کہ خدا تعالیٰ مرحوم کی روح کو سکون عطا کرے۔

(روزنامہ اخبار سماج مجریہ 21 اکتوبر 1982ء صفحہ 2)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹیاں اور ایک بیٹا عطا کیا تھا۔ بڑی صاحبزادی محترمہ حبیبہ خاتون صاحبہ مرحومہ س (1931-1979) علاقہ پدنپدا (نیالی) کے ایک مستجاب الدعوات مخلص دوست محترم مولوی چوہدری خلیل الدین احمد خان فاضل مرحوم سے بیاہی تھیں۔ دوسری لڑکی سیدہ منصورہ خاتون صاحبہ مرحومہ (1951-1996) کی شادی کیرنگ میں ہوئی۔ نیز لڑکے اخویم سید منصور احمد صاحب مرحوم کی وفات 2021 میں ہوئی۔

مرحوم نے اپنے پیچھے کُل سات پوتے پوتیاں و نواسے یادگار چھوڑے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم سید صاحب مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے و اعلیٰ علیین میں جگہ دے نیز ہمیں بھی انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب ہو۔ آمین۔

❁❁❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا ✿ ہم کو وہی پیارا دِلبر وہی ہمارا

اُس بِن نہیں گزارا غیر اُس کے جھوٹ سارا ✿ یہ روز کر مبارک سُبْحٰنَ مَنْ یَّرَانِی

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ ✿ مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ

سنو! ہے حاصل اسلام تقویٰ ✿ خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ رضی اللہ عنہ)

(بقیہ)

صلح حُدیبیہ کے تعلق میں عیسائی مؤرخین کے دو اعتراضات

دوسرا اعتراض ابوبصیر کے واقعہ سے تعلق رکھتا ہے۔مگر غور کرنے سے یہ اعتراض بھی بالکل بودا اور کمزور ثابت ہوتا ہے۔ بیشک آنحضرت ﷺ نے یہ معاہدہ فرمایا تھا کہ کفار مکہ میں سے جو شخص یعنی جو مرد مدینہ بھاگ کر آجائے گا تو وہ خواہ مسلمان ہی ہوگا اسے مدینہ میں پناہ نہیں دی جائے گی اور واپس لوٹا دیا جائے گا۔مگر سوال یہ ہے کہ کیا آنحضرت ﷺ نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں بلکہ آپؐ نے اس معاہدہ کے ایفاء کا ایسا کامل اور شاندار نمونہ دکھایا کہ دنیا اس کی نظیر لانے سے عاجز ہے۔ غور کرو اور دیکھو کہ ابوبصیر اسلام کی صداقت کا قائل ہو کر مکہ سے بھاگتا ہے اور کفار کے مظالم سے محفوظ ہونے اور اپنا ایمان بچانے کے لئے چھپتا چھپاتا مدینہ میں پہنچ جاتا ہے مگر اس کے ظالم رشتہ دار بھی اس کے پیچھے پیچھے پہنچتے ہیں اور اسے تلوار کے زور سے اسلام کی صداقت سے منحرف کرنے کے لئے جبراً واپس لے جانا چاہتے ہیں۔ اس پر یہ دونوں فریق آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ابوبصیر بھرائی ہوئی آواز اور سہمے ہوئے انداز میں عرض کرتا ہے کہ یارسول اللہ! مجھے خدا نے اسلام کی نعمت سے نوازا ہے اور مکہ واپس جانے میں جو دکھ اور خطرہ کی زندگی میرے سامنے ہے اسے آپ جانتے ہیں۔خدا کے لئے مجھے واپس نہ لوٹائیں۔مگر اس کے مقابل پر ابوبصیر کے رشتہ دار آنحضرت ﷺ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ کا اور ہمارا معاہدہ ہے کہ ہمارا جو آدمی بھی مدینہ آئے گا اسے واپس لوٹا دیا جائے گا۔ابوبصیر کا دکھ اور اپنے صحابہ کی غیرت آپؐ کی آنکھوں کے سامنے ہے اور خود آپؐ کے اپنے جذبات آپؐ کے دل میں تلاطم برپا کر رہے ہیں۔مگر یہ امانت و دیانت کا مجسمہ اپنے عہد پر چٹان کی طرح قائم رہتے ہوئے فرماتا ہے اور کن پیارے الفاظ میں فرماتا ہے:

يَا اَبَا بَصِيْرٍ اِنَّا قَدْ اَعْطَيْنَا هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ مَا قَدْ عَلِمْتَ وَلَا يَصْلُحُ لَنَا فِيْ دِيْنِنَا الْغَدْرَ وَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ لَكَ وَلِمَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ خَرَجًا وَّمَخْرَجًا فَانْطَلِقْ اِلٰى قَوْمِكَ۔

یعنی ’’اے ابوبصیر! تم جانتے ہو کہ ہم ان لوگوں کو اپنا عہد و پیمان دے چکے ہیں اور ہمارے مذہب میں عہد شکنی جائز نہیں ہے۔پس تم ان لوگوں کے ساتھ چلے جاؤ۔ پھر اگر تم صبر و استقلال کے ساتھ اسلام پر قائم رہو گے تو خدا تمہارے لئے اور تم جیسے دوسرے بے بس مسلمانوں کے لئے خود کوئی نجات کا رستہ کھول دے گا۔‘‘

اس ارشاد نبویؐ پر ابوبصیر مکہ والوں کے ساتھ واپس چلا گیا اور جب وہ مکہ کے رستہ میں اپنے قید کرنے والوں کے ساتھ لڑائی میں غالب ہوکر پھر دوبارہ واپس آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھتے ہی غصہ کے ساتھ فرمایا:

وَيْلُ اُمِّهٖ مُسْعِرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهٗ اَحَدٌ۔

یعنی ’’خرابی ہو اس کی ماں کے لئے۔یہ شخص تو لڑائی کی آگ بھڑکا رہا ہے۔کاش اسے کوئی سنبھالنے والا ہو۔‘‘

یہ الفاظ سنتے ہی ابوبصیر یہ یقین کر لیتا ہے کہ آپؐ اسے بہر حال واپس لوٹا دیں گے اور مدینہ سے چپکے چپکے نکل آتا ہے اور ایک دور کی علیحدہ جگہ میں اپنا ٹھکانا بنا لیتا ہے۔اب اس سارے واقعہ کو انصاف کی نظر سے دیکھو کہ ان میں آنحضرت ﷺ پر کیا ذمہ واری عائد ہوتی ہے اور آپ کے خلاف کیا اعتراض ہوسکتا ہے؟ بلکہ حق یہ ہے کہ آپؐ نے اس معاملہ میں اپنے جذبات کو کچلتے ہوئے معاہدہ کو پورا کیا اور نہ صرف ایک دفعہ بلکہ دو دفعہ ابوبصیر کو واپس لوٹایا اور واپس بھی ایسے شان دار الفاظ میں لوٹایا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپؐ نے اپنے جذبات کو کچلا۔ اپنے صحابہ کے جذبات کو کچلا اور ابوبصیر کے جذبات کو کچلا اور ہر حال میں معاہدہ کو پورا کیا۔ پھر اگر ابوبصیر خود اہل مکہ سے آزاد ہوکر کسی اور جگہ چلا گیا تو اس کے متعلق آنحضرت ﷺ پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے اور معاہدہ کی وہ کون سی شرط ہے جس کے مطابق آپؐ اس بات کے پابند تھے کہ خواہ مکہ سے بھاگا ہوا شخص کہیں بھی ہو آپؐ اسے مکہ میں واپس پہنچا دینے کے ذمہ دار ہوں گے۔ افسوس! افسوس!! اسلام کے دشمنوں نے کسی بات میں بھی اسلام سے انصاف نہیں کیا۔

اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آنحضرت ﷺ ابوبصیر کو اس کے قائم کردہ کیمپ میں حکم بھجوا سکتے تھے کہ تم مدینہ واپس چلے آؤ اور یہ کہ چونکہ آپؐ نے ایسا نہیں کیا اس لئے آپؐ نے گویا معاہدہ کے الفاظ کو تو نہیں مگر ان کی روح کو توڑا۔ سو یہ اعتراض بھی ایک سراسر جہالت کا اعتراض ہے اور خود معاہدہ کے الفاظ اور ان الفاظ کی روح اسے رد کرتے ہیں۔معاہدہ کی یہ شرط کہ اگر کوئی مکہ کا رہنے والا مسلمان بھاگ کر مدینہ میں پہنچے تو آنحضرت ﷺ اسے واپس لوٹا دیں گے صاف طور پر ثابت کرتی ہے کہ اس شرط کی غرض و غایت یہ تھی کہ ایسے شخص کو باوجود اس کے مسلمان ہونے کے مدینہ کی اسلامی سیاست کے دائرہ میں قبول نہیں کیا جائے گا یعنی گو وہ عقیدہ کی رو سے مسلمان ہوگا مگر آنحضرت ﷺ اسے اپنی مدنی سیاست میں شریک نہیں کریں گے۔تو جب ایسا شخص خود معاہدہ کی شرائط کے ماتحت مدینہ کی اسلامی سیاست سے خارج قرار دیا گیا تھا تو اس کے متعلق یہ مطالبہ کس طرح ہوسکتا تھا کہ وہ جہاں بھی ہو آنحضرت ﷺ اسے حکم دے کر واپس لوٹا دیں گے۔ پس یہ کتنا بھاری ظلم ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ ایسے شخص کو مدینہ میں رکھتے ہیں تو آپؐ پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ آپ کا معاہدہ تھا کہ مسلمان ہونے کے باوجود آپؐ اسے اپنی سیاست میں شامل نہیں کریں گے اور اگر آپ اسے اپنی مدنی سیاست سے خارج کر کے اہل مکہ کے سپرد کرتے اور مدینہ سے نکالتے ہیں تو پھر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپؐ اسے اپنی سیاست میں شامل کر کے حکم کیوں نہیں بھجواتے۔ پس سیاسی لحاظ سے یہ ایک ایسا بودا اور ایسا کمزور اور ایسا لایعنی اعتراض ہے کہ کوئی سمجھ دار شخص اس کی طرف توجہ نہیں کرسکتا۔اور حق یہ ہے کہ یہ نامعقول شرط جو کفار کی طرف سے معاہدہ میں شامل کی گئی تھی کہ کسی مسلمان مہاجر کو مدینہ میں پناہ نہ دی جائے خدا نے اسی کو ان کے لئے عذاب بنا کر بتا دیا کہ ہمارے رسولؐ نے تو بہر حال معاہدہ کی پابندی کی مگر تم نے اپنے رستہ میں خود کانٹے بوئے اور خود اپنے ہی بنائے ہوئے ہتھیار سے اپنے ہاتھ کاٹے۔ جب تم نے خود کہا کہ مکہ کا جو نوجوان بھی مسلمان ہوکر مدینہ جائے گا اسے آنحضرت ﷺ مدینہ میں نہیں رکھیں گے اور یہ کہ وہ مدینہ کی سیاست سے خارج سمجھا جائے گا تو پھر اسی منہ سے تم یہ مطالبہ کس طرح کر سکتے ہو کہ یہ مدنی سیاست سے خارج لوگ جہاں جہاں بھی ہوں انہیں آنحضرت ﷺ حکم دے کر اور ان پر اپنی سیاست قائم کر کے مکہ پہنچائیں؟ تم نے خود یہ شرط پیش کی کہ آنحضرت ﷺ ایسے لوگوں کی روحوں پر اور ان کے اُمور اُخروی پر تو بیشک حکومت کریں مگر ان کی سیاست اور دنیوی امور پر حاکم نہ بنیں۔اور جب تم نے خود انہیں آنحضرت ﷺ کی سیاست سے نکال دیا تو پھر آنحضرت ﷺ پر اعتراض کیسا؟ بہر حال یہ قریش مکہ کا اپنا مکر تھا جو خود انہی پر لوٹ کر گرا۔اور آنحضرت ﷺ کا دامن بہر صورت پاک تھا اور پاک رہا۔آپؐ نے معاہدہ کے الفاظ کو بھی پورا کیا اور ابوبصیر کو مکہ والوں کے سپرد کرتے ہوئے مدینہ سے رخصت کر دیا۔اور پھر آپؐ نے معاہدہ کی روح کو بھی پورا کیا کہ جیسا کہ اس شرط کا اصل منشا تھا۔ آپؐ نے ابوبصیر اور اس کے ساتھیوں کو اپنی سیاست کے دائرہ سے خارج رکھا۔پس آپ ہر جہت سے سچے رہے اور کفار مکہ اپنے ہی پھیلائے ہوئے جال کا خود شکار ہوکر رہ گئے اور بالآخر خود ذلیل ہوکر آپؐ کے پاس آئے کہ ہم اس شرط کو معاہدہ سے خارج کرتے ہیں۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 779 تا 781، مطبوعہ قادیان 2006)

❁❁❁

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کرنے والوں کو اپنے فضلوں کو حاصل کرنے والا بتایا ہے……

ہمیشہ ہر احمدی کو مالی قربانیوں میں آگے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 جنوری 2007ء)

طالب دعا: بی۔ایس۔عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے،

پس اللہ تعالیٰ سے محبت اور رسولؐ سے محبت کا تقاضا ہے

کہ قربانی میں ہمارے قدم ہمیشہ آگے بڑھتے رہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 جنوری 2007ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS

طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions
Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

تذکارِ مہدی

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

بچپن سے اسلامی آداب سکھانے چاہئیں

میں نے دیکھا ہے کہ نوجوانوں کو اسلامی آداب سکھانے کی طرف توجہ ہی نہیں کی جاتی۔ نوجوان بے تکلفانہ ایک دوسرے کی گردن میں باہیں ڈالے پھر رہے ہوتے ہیں حتّٰی کے میرے سامنے بھی ایسا کرنے میں انہیں کوئی باک نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کو یہ احساس ہی نہیں کہ یہ کوئی بری بات ہے۔ ان کے ماں باپ اور اساتذہ نے ان کی اصلاح کی طرف کبھی کوئی توجہ ہی نہیں کی۔ حالانکہ یہ چیزیں انسانی زندگی پر بہت گہرا اثر ڈالتی ہیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگوں کی بچپن میں تربیت کا اب تک مجھ پر اثر ہے اور جب وہ واقعہ یاد آتا ہے تو بے اختیار ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ ایک دفعہ میں ایک لڑکے کے کندھے پر کہنی ٹیک کر کھڑا تھا کہ ماسٹر قادر بخش صاحب نے جو مولوی عبدالرحیم صاحب دردؔ کے والد تھے اس سے منع کیا اور کہا کہ یہ بہت بری بات ہے۔ اس وقت میری عمر بارہ تیرہ سال کی ہوگی لیکن وہ نقشہ جب بھی میرے سامنے آتا ہے ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ اسی طرح ایک صوبیدار صاحب مراد آباد کے رہنے والے تھے ان کی ایک بات بھی مجھے یاد ہے۔ ہماری والدہ چونکہ دلی کی ہیں اور دلی بلکہ لکھنؤ میں بھی ''تم'' کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ بزرگوں کو بے شک آپ کہتے ہیں لیکن ہماری والدہ کے کوئی بزرگ چونکہ یہاں تھے نہیں کہ ہم ان سے ''آپ'' کہہ کر کسی کو مخاطب کرنا بھی سیکھ سکتے، اس لئے میں دس گیارہ سال کی عمر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ''تم'' ہی کہا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے مدارج بلند کرے۔

صوبیدار محمد ایوب خان صاحب مراد آباد کے رہنے والے تھے۔ گورداسپور میں مقدمہ تھا اور میں نے بات کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تم کہہ دیا۔ وہ صوبیدار صاحب مجھے الگ لے گئے اور کہا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند ہیں اور ہمارے لئے محل ادب ہیں لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ ''تم'' کا لفظ برابر والوں کے لئے بولا جاتا ہے بزرگوں کے لئے نہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اس کا استعمال میں بالکل برداشت نہیں کرسکتا۔ یہ پہلا سبق تھا جو انہوں نے اس بارہ میں مجھے دیا۔ پس بڑوں کا فرض ہے کہ چھوٹوں کو یہ آداب سکھائیں۔

(الفضل 11/ مارچ 1939ء جلد 27 نمبر 58 صفحہ 7)

بُری عادت سے ٹوکنا چاہئے

مجھے ایک دوست کا احسان اپنی ساری زندگی میں نہیں بھول سکتا اور میں جب کبھی اس دوست کی اولاد پر کوئی مشکل پڑی دیکھتا ہوں تو میرے دل میں ٹیس اٹھتی ہے اور ان کی بہبودی کے لئے دعائیں کیا کرتا ہوں۔ 1903ء کی بات ہے جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مولوی کرم دین والے مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور میں مقیم تھے۔ وہ دوست جن کا میں ذکر کر رہا ہوں مراد آباد یو۔پی کے رہنے والے تھے اور فوج میں رسالدار میجر تھے۔ محمد ایوب ان کا نام تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنے کے لئے گورداسپور آئے تھے۔ انہوں نے دو باتیں ایسی کیں جو میرے لئے ہدایت کا موجب ہوئیں۔ دلّی میں رواج تھا کہ بچے باپ کو ''تم'' کہہ کر خطاب کرتے، اسی طرح بیوی خاوند کو تم کہتی۔ لکھنؤ وغیرہ میں ''آپ'' کے لفظ سے مخاطب کرتے ہیں۔ گھر میں ہمیشہ تم تم کا لفظ سنتے رہنے سے میری عادت بھی ''تم'' کہنے کی ہوگئی تھی۔ یوں تو میری عادت تھی کہ میں حتّٰی الوسع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرنے سے کتراتا تھا لیکن اگر ضرورت پڑ جاتی اور مجبوراً مخاطب کرنا پڑتا تو ''تم'' کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔ چنانچہ مجھے اس دوست کی موجودگی میں آپؑ سے کوئی بات کرنی پڑی اور میں نے ''تم'' کا لفظ استعمال کیا۔ یہ لفظ سُن کر اس دوست نے مجھے بازو سے پکڑ لیا اور مجلس سے ایک طرف لے گئے اور کہا ''میرے دل میں آپ کا بڑا ادب ہے لیکن یہ ادب ہی چاہتا ہے آپ کو آپ کی غلطی سے آگاہ کروں اور وہ یہ کہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاسب کرتے وقت کبھی بھی ''تم'' کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہئے بلکہ آپ کے لفظ سے مخاطب کریں ورنہ آپ نے پھر یہ لفظ بولا تو جان لے لوں گا''۔ مجھے تو ''تم'' کا لفظ استعمال کرتے رہنے کی وجہ سے تم اور آپ میں کوئی فرق محسوس نہ ہوتا تھا بلکہ میں آپ کی نسبت تم کے لفظ کو زیادہ پسند کرتا تھا اور حالت یہ تھی کہ ''آپ'' کا لفظ بولتے ہوئے مجھے بوجہ عادت نہ ہونے کے کہ شرم سے پسینہ آجاتا تھا کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ ''آپ'' کہنا جرم ہے۔ مگر اس دوست کے سمجھانے کے بعد میں ''آپ'' کا لفظ استعمال کرنے لگا اور ان کی اس نصیحت کا اثر اب تک میرے دل میں موجود ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ میں نے لاہور آنے پر یہاں بعض لڑکوں کو نکٹائی لگاتے دیکھا اور میں نے بھی شوق سے ایک نکٹائی خرید لی اور پہننی شروع کردی۔ گورداسپور ہی کا واقعہ ہے کہ وہی مرحوم دوست مجھے پکڑ کر ایک طرف لے گئے اور کہنے لگے ''آج آپ نے نکٹائی پہنی ہے تو ہم کل کنچنیوں کا تماشہ دیکھنے لگ جائیں گے کیونکہ ہم نے تو آپ سے سبق سیکھنا ہے۔ جو قدم آپ اٹھائیں گے ہم بھی آپ کے پیچھے چلیں گے'' یہ کہہ کر انہوں نے مجھ سے نکٹائی مانگی اور میں نے اتار کر ان کو دے دی۔

پس ان کی یہ دو نصیحتیں مجھے کبھی نہیں بھول سکتیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک مخلص متبع کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اگر ہمارے خاندان کا کوئی نوجوان اپنی ذمہ داری کو نہیں سمجھتا تو صاحبزادہ صاحب! صاحبزادہ صاحب کہہ کر اس کا دماغ بگاڑنا نہیں چاہئے بلکہ اس کو کہنا چاہئے کہ آپ ہوتے تو صاحبزادہ ہی تھے مگر اب غلام زادہ سے بھی بدتر معلوم ہو رہے ہیں اس لئے آپ کو چاہئے کہ اپنی اصلاح کریں''۔

(سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ 90 تا 92)

حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ صاحب کی رائے چالیس آدمیوں کے برابر

ایک دن حضرت صاحبؑ اندر آئے تو والدہ صاحبہ سے کہا کہ انہیں (یعنی مجھے) انجمن کا ممبر بنا دیا ہے نیز ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحبؓ کو اور مولوی صاحبؓ کو تا کہ اور لوگ کوئی نقصان نہ پہنچاویں ...... آپ کو کہا گیا چودہ نام لکھ لیئے ہیں۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا اور چاہئیں، باہر کے آدمی بھی ہوں ...... اس پر کہا گیا کہ زیادہ آدمیوں سے کورم نہیں پورا ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا اچھا تھوڑے سہی۔ پھر کہا اچھا ایک اور تجویز کرتا ہوں اور وہ یہ کہ مولوی صاحبؓ کی رائے چالیس آدمیوں کی رائے کے برابر ہو۔ اس وقت میرے سامنے ان لوگوں نے حضرت صاحبؑ کو دھوکا دیا کہ حضرت! ہم نے مولوی صاحب کو پریذیڈنٹ بنا دیا ہے اور پریذیڈنٹ کی رائیں پہلے ہی زیادہ ہوتی ہیں۔ حضرت صاحبؑ نے کہا ہاں یہی میرا منشاء ہے کہ ان کی رائیں زیادہ ہوں۔ مجھے اس وقت انجمنوں کا علم نہ تھا کہ کیا ہوتی ہیں ورنہ بول پڑتا کہ پریذیڈنٹ کی ایک ہی زائد رائے ہوتی ہے۔ تو انہوں نے یہ دھوکا دیا پھر تفصیلی قواعد مجھے ہی دیئے گئے تھے اور میں ہی حضرت صاحبؑ کے پاس لے گیا تھا۔ اس وقت آپؑ کوئی ضروری کتاب لکھ رہے تھے۔ آپؑ نے پوچھا کیا ہے؟ میں نے کہا انجمن کے قواعد ہیں۔ فرمایا لے جاؤ ابھی فرصت نہیں۔ گویا آپؑ نے ان کو کوئی وقعت نہ دی۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1922ء صفحہ 37-38۔ سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ 188-189)

عادت کو چھوڑنا بہت مشکل ہوتا ہے

ہماری جماعت میں سینکڑوں ایسے زمیندار ہیں جنہوں نے بھائیوں کو چھوڑ دیا، ماں باپ کو چھوڑ دیا، بیویوں کو چھوڑ دیا اور بیویوں نے خاوندوں کو چھوڑ دیا، قیمتی سے قیمتی چیزوں کو ترک کر دیا مگر حُقّہ کی نال کو نہیں چھوڑ سکے۔ جب وقت آتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ کیا کریں پیٹ پھولنے لگتا ہے۔ اسی طرح چائے کی عادت گو اس سے کم ہے مگر جسے ہو وہ وقت آنے پر پاگلوں کی طرح پھرتا ہے۔ پٹھان کتنی غیرت والے ہوتے ہیں اور کشمیریوں کو ادنیٰ سمجھتے ہیں مگر مجھے یاد ہے ایک دفعہ ہم ایک پہاڑ پر جا رہے تھے، میرے ساتھ ایک پٹھان دوست تھے جنہیں نسوار کھانے کی عادت تھی مگر وہ اپنی ڈبیا گھر بھول آئے تھے۔ راستہ میں ایک مزدور کشمیری آ رہا تھا۔ پٹھان دوست نے اُس کشمیری سے جس کی طرف دوسرے وقت میں وہ منہ کرنا بھی پسند نہ کرتے اور جو کندھے پر لکڑیاں اٹھائے ہوئے آ رہا تھا نہایت لجاجت سے کہا اے بھائی کشمیری! اے بھائی جی! آپ کے پاس نسوار ہے؟ مجھے یہ سن کر بے اختیار ہنسی آگئی کہ جو شخص تکبّر سے گردن اونچی رکھتا تھا اب نسوار کی وجہ سے کس قدر لجاجت پر اُتر آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کچھ دوست یہاں آیا کرتے تھے جن کو حُقّہ پینے کی عادت تھی۔ یہاں اور تو کسی جگہ حُقّہ ہوتا نہیں تھا ہمارے ایک تایا تھے جو سخت دہریہ تھے اور دین سے بالکل تعلق نہیں رکھتے تھے ان کے پاس حُقّہ کے لئے چلے جاتے اور مجبوراً ان کی باتیں سنتے۔ ہمارے وہ تایا ایسے شخص تھے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے ان سے پوچھا کہ آپ نے کبھی نماز بھی پڑھی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں بچپن سے ہی سلیم الطبع ہوں۔ میں بچپن میں بھی جب کسی کو سر نیچے کرتے دیکھتا تو ہنسا کرتا تھا مراد نماز سے تھی۔ وہ بھنگ بھی پیا کرتے تھے تو ہمارے بعض دوست حُقّہ کے لئے اُن کی مجلس میں چلے جاتے تھے اور ایسی ایسی باتیں جو وہ سلسلہ اور اسلام کے خلاف کرتے مجبوراً سنتے تھے۔ ایک دوست نے سنایا کہ ایک دفعہ ایک احمدی وہاں آگیا اور پھر اپنے آپ کو گالیاں دیتا ہوا واپس آیا۔ کسی دوست نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو کہنے لگا اس لئے اپنے آپ کو بُرا بھلا کہہ رہا ہوں کہ حُقّہ کی خاطر نفس نے مجھے ایسی باتیں سننے پر مجبور کیا۔

تو عادتوں کو چھوڑنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو جھوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے۔ انہیں لاکھ سمجھاؤ، کتنی نگرانی کرو مگر پھر بھی وہ ضرور جھوٹ بولیں گے۔ ان کی اصلاح مشکل ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ ہوتی نہیں کیونکہ اگر نہ ہوسکتی تو میں یہ خطبات ہی کیوں بیان کرتا مگر یہ کام ان کے لئے بڑا مشکل ہوتا ہے۔ ایسے لوگ جب بات کرنے لگتے ہیں تو عادت کی وجہ سے ان کے دماغ میں ایک ایسی چمک پیدا ہوجاتی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ بغیر جھوٹ کے بات کا مزا نہ ہم کو آئے گا اور نہ سننے والے کو۔ پھر بعض لوگوں کو چسکے کی عادت ہوتی ہے اور اِس عادت کی وجہ سے بعض لوگ بڑی بڑی بے غیرتیاں کرتے ہیں۔ قادیان میں ایسے دس بارہ لڑکے ہیں جو دو دو چار چار پیسوں کے لئے احمدیوں کی جھوٹی سچی خبریں احراریوں کو جا کر دیتے ہیں۔ انہیں مٹھائی کھانے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ گھر سے پیسے مل نہیں سکتے اِس لئے وہ خوامخواہ جھوٹی باتیں جا کر دشمنوں سے کہتے ہیں۔ تو عادت ایسی چیز ہے کہ اس کی اصلاح کے لئے بڑی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے لیکن عقیدہ میں عادت کا دخل نہیں ہوتا۔ پس عقیدہ کے مقابل پر عمل کی اصلاح کو جو اسباب مشکل بنا دیتے ہیں ان میں سے ایک عادت بھی ہے اور اس کا مقابلہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 368-369)

(تذکار مہدی صفحہ 113 تا 117، ایڈیشن 2020، یوکے)

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT

Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695

#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

ہمارا کام یہ نہیں کہ غلط زبان استعمال کریں یا اس رنگ میں جواب دیں جس سے نادانستگی میں ہمارے منہ سے ایسے الفاظ نکل جائیں جو کسی بھی رنگ میں کسی کی بھی ہتک کا موجب بنیں اور اس سے فائدہ اٹھا کر مخالفین یہ کہتے رہیں کہ ہم نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی توہین یا صحابہ رضوان اللہ علیہم کی توہین کرنے والے ہیں

ہمارے دلوں میں تو آپ ﷺ کا اور صحابہؓ کا جو مقام ہے اس کا تو کروڑواں حصہ بھی ان لوگوں کو فہم و ادراک نہیں ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 06/جون 2025 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: ہمیں اپنے مخالفین کی مخالفت کا کس طرح جواب دینا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہمارا کام یہ نہیں کہ غلط زبان استعمال کریں یا اس رنگ میں جواب دیں جس سے نادانستگی میں ہمارے منہ سے ایسے الفاظ نکل جائیں جو کسی بھی رنگ میں کسی کی بھی ہتک کا موجب بنیں اور اس سے فائدہ اٹھا کر مخالفین یہ کہتے رہیں کہ ہم نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی توہین یا صحابہ رضوان اللہ علیہم کی توہین کرنے والے ہیں۔

سوال: ہمارا سب کچھ کس پر قربان ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہمارا تو سب کچھ آنحضرت ﷺ پر قربان ہے۔

سوال: مخالفین کی گالیاں سن کر ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو مناسب ہے کہ ان کی گالیاں سن کر برداشت کریں اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں کیونکہ اس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے۔“

سوال: ہمارے اخلاق کس طرح کے ہونے چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہمارے اخلاق بہت بلند اور بہت بالا ہونے چاہئیں اور جس کے اخلاق بلند نہیں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا نہیں کیا۔

سوال: آجکل سوشل میڈیا پر جماعت احمدیہ کے بارے میں کیسی باتیں بیان کی جارہی ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آج کل جہاں سوشل میڈیا کا فائدہ ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے وہاں بعض ایسی باتیں بھی ہوتی ہیں جو تکلیف دہ ہوتی ہیں اور اسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آج کل مخالفین جماعت احمدیہ کے خلاف انتہائی بیہودہ گوئی بھی کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف وہ جھوٹ اور غلاظت بکتے ہیں کہ احمدی کا دل چھلنی ہوتا ہے۔ جنہیں سن کے اور پھر ردعمل میں بعض احمدی بھی ان کے جواب غلط رنگ میں دے دیتے ہیں۔ نیت چاہے ان کی صاف بھی ہو تب بھی بعض دفعہ ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن کو غلط معنی پہنائے جا سکتے ہیں۔ یہ ہمارا طریق نہیں ہے۔ اس سے ایک احمدی کو بچنا چاہیے۔

سوال: ہمارے دلوں میں آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ کا کیا مقام ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہمارے دلوں میں تو آپ ﷺ کا اور صحابہؓ کا جو مقام ہے اس کا تو کروڑواں حصہ بھی ان لوگوں کو فہم و ادراک نہیں ہے۔

سوال: کیسی باتیں کرنے سے ایک احمدی کو بچنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایسی باتیں کرنے سے ہر احمدی کو بچنا چاہیے جس سے غلط تاثر پیدا ہو یا غلط تاثر پیدا ہونے کا کسی بھی رنگ میں اندیشہ ہو۔

سوال: کون سا احمدی جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے کا باعث بنتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بعض احمدی سمجھتے ہیں کہ ہم نے یہ جواب دے کے بڑی غیرت کا مظاہرہ کیا ہے۔ جب ان سے پوچھو تو یہی ان کا جواب ہوتا ہے جبکہ یہ نام نہاد غیرت جہالت ہے اور اگر کوئی احمدی ہو کر ایسی باتیں کرتا ہے جس سے کسی بھی طرح غلط مطلب نکلتا ہو تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت کو بدنام کرنے والا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تم نے صبر کرنا ہے اور ہمیشہ صبر دکھانا ہے۔

سوال: عقل اور جوش کی دشمنی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔

سوال: سوشل میڈیا کے جواب دینے کے بجائے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اگر ہم سوشل میڈیا پر ان جوابوں کے بجائے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں۔ اپنی نمازوں کو سنوار کر ادا کریں۔ اپنے سجدوں میں وہ درد پیدا کریں کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی غیرت جلد جوش میں آئے تو ہم بہت جلد اس سے بہت بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں جو نتائج یہ لوگ اپنے جواب دینے سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

سوال: بعض احمدی لوگ سوشل میڈیا پر غیر احمدیوں کے اعتراضات کے جواب دینے لگتے ہیں اس تعلق سے حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بعض لوگ عالم بن جاتے ہیں اور سوشل میڈیا پر غیر احمدیوں کے جو نام نہاد مُلّاں ہیں جواب دینا شروع کر دیتے ہیں، جو جو لوگ اعتراض کرتے ہیں ان کے اعتراضوں کے جواب دینے لگتے ہیں ان کو اس چیز سے بچنا چاہیے اور اگر جواب تلاش کرنے ہیں تو علماء سے جماعت کے، گہرا علم رکھنے والے جماعتی لٹریچر سے ان سے پوچھا جائے اور ان کے جواب ایسے دیے جائیں جو واقعی ٹھوس ہوں اور ان کی دلیلوں کو ان کے الزاموں کو ردّ کرنے والے ہوں۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین سے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین سے مخاطب ہو کر فرمایا: کفر کے فتوے لگائیں، جھوٹے مقدمات بنائیں اور قسم قسم کے افتراء اور بہتان لگائیں۔ وہ اپنی ساری طاقتوں کو کام میں لا کر میرا مقابلہ کر لیں اور دیکھ لیں کہ آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے...... جو کوشش کرنی ہے تم نے کر لو لیکن اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے آخری فیصلہ تو نظر آ جائے گا کس کے ساتھ ہے...... میں ان کی گالیوں کی اگر پرواہ کروں تو وہ اصل کام جو خدا تعالیٰ نے مجھے سپرد کیا ہے رہ جاتا ہے۔ اس لئے جہاں میں ان کی گالیوں کی پرواہ نہیں کرتا۔

سوال: ہمارا آنحضرت ﷺ کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپؐ ہی وہ خاتم الانبیاء ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پیارے اور آخری نبی ہیں اور آپ کے صحابہؓ کے بارے میں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے شمار جگہ وہ کلمات فرمائے ہیں، وہ باتیں کی ہیں کہ جو ہمارے مخالفین کی سوچ سے بھی بالا ہیں جو بات وہ کرتے ہیں۔

❁❁❁

رحیمیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت غَفُوْر کو اس لئے رکھا ہوا ہے تا کہ بندوں کے لئے جو رحم اللہ تعالیٰ رکھتا ہے اس کی وجہ سے ان کو مغفرت کی چادر سے ڈھانپ لے اور ڈھانپتے ہوئے ان کی پردہ پوشی فرماتا رہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 09 فروری 2007 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ النحل کی آیت نمبر 19 کی تلاوت فرمائی: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

سوال: سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی تیسری صفت کون سی بیان ہوئی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سب جانتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ جو قرآن کریم کی پہلی سورۃ ہے اور جسے ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کی جو تیسری صفت بیان ہوئی ہے وہ اَلرَّحِيْمِ ہے۔

سوال: تیسری خوبی جو خدا تعالیٰ کی سورۃ الفاتحہ میں بیان ہوئی ہے اس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟

جواب: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: تیسری خوبی خدا تعالیٰ کی جو تیسرے درجہ کا احسان ہے رحیمیت ہے۔ جس کو سورۂ فاتحہ میں اَلرَّحِیْم کے فقرہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اور قرآن شریف کی اصطلاح کے رو سے خدا تعالیٰ رحیم اس حالت میں کہلاتا ہے جبکہ لوگوں کی دُعا اور تضرع اور اعمال صالحہ کو قبول فرما کر آفات اور بلاؤں اور تضییعِ اعمال سے ان کو محفوظ رکھتا ہے۔

سوال: مفردات امام راغب میں اَلرَّحِيْم کی کیا تشریح بیان ہوئی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مفردات امام راغب میں لکھا ہے کہ اَلرَّحِيْم اُسے کہتے ہیں جسکی رحمت بہت زیادہ ہو۔

سوال: علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے الرحمٰن کی کیا تشریح فرمائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَلرَّحْمٰن کا نام اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ جبکہ اَلرَّحِيْم اللہ تعالیٰ کے لئے بھی اور اس کے سوا بھی بولا جاتا ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ پھر اس طرح اَلرَّحْمٰن برتر اور اعلیٰ ہے۔ تو پھر ادنیٰ کا ذکر اعلیٰ کے بعد کیوں کیا گیا۔ یعنی پہلے رحمن اور پھر رحیم۔ تو کہتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ سب سے بڑا عظیم جو ہوتا ہے اس سے معمولی اور سہل الحصول چیز طلب نہیں کی جاتی۔ حکایت ہے کہ کوئی شخص کسی بڑے آدمی کے پاس گیا اور کہا کہ میں ایک معمولی سے کام کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ جس پر اس بڑے آدمی نے کہا کہ معمولی کام کے لئے کسی معمولی شخص کے پاس جاؤ۔ تو گویا اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر تم رحمن کے ذکر پر رک جاؤ تو مجھ سے مانگنے سے جھجھکتے اور شرماتے رہو گے۔ اور معمولی معمولی ضروریات مجھ سے مانگنے سے رک جاؤ گے لیکن جیسا کہ تم مجھے جانتے ہو کہ مَیں رحمن ہوں اور اس حوالے سے تم مجھ سے بڑی بڑی چیزیں طلب کرتے ہو۔ ویسا ہی مَیں رحیم بھی ہوں۔ پس تم مجھ سے جوتے کا تسمہ بھی طلب کرو اور اپنی ہنڈیا کا نمک بھی مانگو۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صفت رحیمیت کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: رحیمیت وہ فیض الٰہی ہے جو صفت رحمانیت کے فیوض سے خاص تر ہے۔ یہ فیضان نوع انسانی کی تکمیل اور انسانی فطرت کو کمال تک پہنچانے کے لئے مخصوص ہے۔ لیکن اس کے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنا، عمل صالح بجالانا اور جذبات نفسانیہ کو ترک کرنا شرط ہے۔ یہ رحمت پورے طور پر نازل نہیں ہوتی جب تک اعمال بجالانے میں پوری کوشش نہ کی جائے۔ اور جب تک تزکیہ نفس نہ ہو اور رِیا کو کلی طور پر ترک کر کے خلوص کامل اور طہارتِ قلب حاصل نہ ہو اور جب تک خدائے ذوالجلال کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر موت کو

قبول نہ کرلیا جائے۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جنہیں ان نعمتوں سے حصہ ملا بلکہ وہی اصل انسان ہیں اور باقی لوگ تو چارپایوں کی مانند ہیں۔

سوال: صفت رحیم کی وجہ کیا انعام ملتا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں: چوتھا سمندر صفت اَلرَّحِیۡم ہے اس سے صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کا جملہ مستفیض ہوتا ہے تا بندہ خاص انعام یافتہ لوگوں میں شامل ہوجائے کیونکہ رحیمیت ایسی صفت ہے جو انعامات خاصّہ تک پہنچا دیتی ہے۔ جن میں فرمانبردار لوگوں کا کوئی شریک نہیں ہوتا۔ گو (اللہ تعالیٰ کا) عام انعام انسانوں سے لے کر سانپوں، اژدہاؤں تک کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے ان انعام یافتہ لوگوں کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ان انعام یافتہ لوگوں کی تعریف اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی ہے: وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا (النساء:70) اور جو لوگ بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔ اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔ تو رحیمیت سے فیض حاصل کرنا بعض عمل چاہتا ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس میں سے جو بنیادی چیز ہے وہ اللہ اور رسول کی کامل اور مکمل اطاعت ہے تبھی انعام یافتہ ٹھہریں گے۔

سوال: فلسفہ دعا اور رحیمیت کے تعلق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک جگہ فلسفہ دعا اور رحیمیت کے تعلق کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”دوسری رحمت رحیمیت کی ہے۔ یعنی جب ہم دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ قانون قدرت کا تعلق ہمیشہ سے دعا کا تعلق ہے۔ بعض لوگ آج کل اس کو بدعت سمجھتے ہیں۔ ہماری دعا کا جو تعلق خدا تعالیٰ سے ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے بھی بیان کروں“۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی صفات رحمان اور رحیم کے بارے میں علامہ رازیؒ نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: پھر علاّمہ رازیؒ فرماتے ہیں کہ وہ رحمان ہے اس نسبت سے کہ وہ ایسی تخلیق کرتا ہے کہ جس کی طاقت بندہ نہیں رکھتا اور وہ رحیم ہے اس نسبت سے کہ وہ ایسے افعال کرتا ہے کہ جیسے افعال کر ہی نہیں سکتا۔ گویا وہ فرماتا ہے کہ میں رحمن ہوں کیونکہ تم ایک حقیر سے نطفہ کا ذرہ میرے سپرد کرتے ہو تو میں تمہیں بہترین شکل وصورت عطا کرتا ہوں۔ نیز میں رحیم ہوں کیونکہ تم ناقص اطاعت مجھے دیتے ہو مگر میں تمہیں اپنی خالص جنت عطا کرتا ہوں۔

سوال: صفت رحیمیت سے فیض پانے کیلئے کیا بنیادی چیزیں ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: صفت رحیمیت سے فیض پانے کے لئے اعمال صالحہ اور استغفار انتہائی بنیادی چیزیں ہیں۔

سوال: رحیمیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت غَفُوۡر کو کیوں رکھا ہوا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رحیمیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت غَفُوۡر کو اس لئے رکھا ہوا ہے تا کہ بندوں کے لئے جو رحم اللہ تعالیٰ رکھتا ہے اس کی وجہ سے ان کو مغفرت کی چادر سے ڈھانپ لے اور ڈھانپتے ہوئے ان کی پردہ پوشی فرماتا رہے۔

✡✡✡✡

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23 اپریل 2025ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

(1) مکرمہ نعیمہ مبارکہ احمد صاحبہ
اہلیہ مکرم راجہ بشیر احمد صاحب (ووسٹر پارک۔ یوکے)

19/اپریل 2025ء کو 95 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت حافظ احمد دین صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی اور حضرت میاں خیر الدین سیکھوانی صاحب رضی اللہ عنہ کی نواسی تھیں۔ مرحومہ پابند صوم وصلوٰۃ، تہجد گزار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری وابستگی کا تعلق تھا۔ آپ نے بہت سے بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہیں۔ آپ کو حج اور عمرہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرمہ سکینہ بیگم صاحبہ عرف رضیہ
اہلیہ مکرم ملک محمد حنیف آصف صاحب مرحوم
(جلنگھم۔ یوکے)

17/اپریل 2025ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ اور ان کے شوہر مکرم ملک محمد حنیف آصف صاحب نے 1966ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ دونوں اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ انہیں فیملی کی طرف سے شدید مخالفت کی وجہ سے اپنا آبائی شہر حافظ آباد چھوڑ کر جڑانوالہ جانا پڑا اور وہاں سے پھر ربوہ شفٹ ہوگئے۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، صابرہ وشاکرہ، ملنسار، دعاگو، صاحب رؤیا، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہرا فدائیت کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور سات بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم عبدالعزیز انعام صاحب
ابن مکرم عبدالکریم رضی احمد صاحب
(واقف زندگی آف مونگھیر صوبہ بہار انڈیا)

2/مارچ 2025ء کو 53 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم مونگھیر صوبہ بہار سے قادیان نقل مکانی کرکے آئے تھے اور پھر سلسلہ کی ملازمت میں آگئے۔ مرحوم کا ابتدائی تقرر وکالت مال تحریک جدید میں کارکن درجہ اول کے طور پر ہوا۔ پھر حسن کارکردگی کی وجہ سے آپ کو نائب وکیل المال مقرر کیا گیا۔ 2017ء میں نائب ناظر بیت المال خرچ مقرر ہوئے۔ اس کے بعد کچھ سال نائب ناظر بیت المال آمد بھی رہے۔ پھر دفتر آڈیٹر میں آپ کا تبادلہ ہوا۔ مرحوم اپنے فرائض منصبی نہایت محنت اور ذمہ داری اور لگن سے ادا کرتے رہے۔ مرحوم وقت کے پابند اور ماتحت کارکنان کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے پیش آتے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، وقف کی روح کے ساتھ خدمت کرنے والے، ہر ایک سے تعاون کرنے والے، جماعتی املاک کا درد رکھنے والے، نیک فطرت، ملنسار، سادہ اور نرم طبیعت کے حامل ایک مخلص اور باوفا خادم سلسلہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(2) مکرمہ عابدہ ناصر صاحبہ (ٹورانٹو۔ کینیڈا)
اہلیہ مکرم مرزا ناصر احمد صاحب
(سابق نائب امیر ضلع راولپنڈی)

5/مارچ 2025ء کو 72 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مرزا نذیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کی نواسی اور مکرم مرزا نصیر احمد صاحب ایڈووکیٹ (لاہور) کی بیٹی تھیں۔ آپ نے بی اے تک تعلیم کا عرصہ ربوہ میں اپنے نانا کی نگرانی میں گزارا۔ چھ سال اپنے حلقہ میں صدر لجنہ کے علاوہ تعلیم اور خدمتِ خلق کے شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو قرآنِ کریم سے عشق تھا۔ بہت سی عورتوں اور بچوں کو قرآن کے صحیح تلفظ اور اس کا ترجمہ سکھانے میں راہنمائی کرتی رہیں۔ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، سخی دل کی مالک، غریب پرور، مہمان نواز، منکسر المزاج، ہمدرد، ملنسار نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ کئی مستحق بچیوں کی شادیوں میں بڑی فراخدلی سے مدد کرتی رہیں۔ اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کا بڑا خیال رکھا اور انہیں ہمیشہ جماعت سے مضبوط تعلق کی تلقین کرتیں۔ خلافت سے غیر معمولی فدائیت کا تعلق تھا۔ چندوں کی ادائیگی میں بڑی باقاعدہ تھیں۔ اکثر اپنی استطاعت سے زیادہ وعدہ لکھواتی تھیں۔ مرحومہ لمبے عرصے سے گردوں کے عارضے میں مبتلا تھیں اور تقریباً بارہ سالوں سے ڈائلیسز کروا رہی تھیں۔ لیکن ہمیشہ ہر حال میں اللہ کا شکر کرتیں اور اپنی بیماری کا بڑی بہادری سے مقابلہ کرتی رہیں۔ مرحومہ تیسرے حصہ کی موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم مرزا ندیم احمد صاحب (آف یوکے) کی ہمشیرہ تھیں۔

(3) مکرمہ قدسیہ پروین صاحبہ
اہلیہ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم
(سابق ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

6/اپریل 2025ء کو 70 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت قریشی عبداللہ صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔ آپ کی شادی 19/جون 1976ء کو شیخ مبارک احمد صاحب سے ہوئی۔ جب شیخ صاحب نے 1982ء میں زندگی وقف کی تو آپ نے بھی ان کے ساتھ وقف کو خوب نبھایا اور ہر مشکل حالات میں ان کا ساتھ دیا۔ آپ نے نہ صرف بچوں کی تعلیم وتربیت کی بلکہ جماعتی امانتیں جو گھر میں ہوتی تھیں ان کی بھی حفاظت کی۔ خود نہایت سادہ رہتیں لیکن غریبوں کو اچھے تحفے دیا کرتی تھیں۔ نمازوں کی پابند اور تہجد گزار خاتون تھیں۔ قرآن مجید کی باقاعدہ تلاوت کرتی تھیں۔ آپ نے پوری زندگی نہایت خودداری اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے گزاری۔ پڑھائی، تربیت اور جماعتی کاموں کے حوالے سے بچوں کو ترغیب دلایا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم محبوب عالم خالد صاحب (واقفِ زندگی) آجکل نظارت تعلیم میں بطور

آئی ٹی انچارج خدمت کر رہے ہیں۔

(4) مکرم عبدالرزاق بھٹی صاحب
ابن مکرم عبدالغنی بھٹی صاحب
(سابق کارکن نظارت امور عامہ۔ ربوہ)

16/مارچ 2025ء کو 69 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے دادا میاں عبد الرحمان صاحب راجوری کے بھائی حضرت قاضی محمد اکبر صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوا۔ آپ نے چالیس سال سے زائد عرصہ مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ ربوہ میں لمبا عرصہ بطور محاسب خدام الاحمدیہ مقامی بھی خدمت بجالاتے رہے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، چندوں کی ادئیگی میں باقاعدہ، غریبوں اور ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والے ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مکرم عبدالوحید بھٹی صاحب مربی سلسلہ اس وقت نظارت امور عامہ میں بطور محاسب خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ دوسرے بیٹے مکرم عطاء المنعم صاحب ہالینڈ میں صدر جماعت اور قائد اشاعت انصاراللہ ہیں۔ آپ کی بیٹی مکرم کاشف احمد ورک صاحب مربی سلسلہ سویڈن سے بیاہی ہوئی ہیں۔

(5) مکرم امتیاز احمد ایوب صاحب عرف تقی
ابن مکرم چودھری شریف احمد گوندل صاحب مرحوم
(گوٹھ چودھری سلطان احمد گوندل حیدرآباد سندھ)

27/مارچ کو 62 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت چودھری محمد خاں گوندل صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت میاں خان صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑنواسے تھے۔ مرحوم نماز باجماعت کے پابند، خلافت سے والہانہ لگاؤ رکھنے والے، مخلص، خداترس اور ہردلعزیز انسان تھے۔ غریبوں کی مدد کے لیے ہمیشہ صف اول میں رہے اور پورے علاقے میں خدمت خلق کے حوالے سے جانے جاتے تھے۔ حیدرآباد ضلع میں جب بھی کسی موصی کے جنازہ کو ربوہ لے جانا ہوتا تو اس کا پورا انتظام کرواتے اور کبھی کبھار جنازہ کے ساتھ ربوہ بھی جایا کرتے تھے۔ میر پور خاص، حیدرآباد اور کراچی کے ڈاکٹروں کے ساتھ آپ کے اچھے تعلقات تھے اور بلا امتیاز مذہب وملت مدد کرنے کے لحاظ سے بہت مقبول تھے۔ آپ کی نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں غیراز جماعت لوگوں نے شرکت کی۔ آپ نے اپنے آبائی گاؤں کے قبرستان کی چار دیواری بنا کر تمام قبریں درست طریقہ پر کتبہ جات کے ساتھ تیار کروائیں۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم مبشر احمد گوندل صاحب (کارکن امیر صاحب آفس لندن) کے تایازاد بھائی تھے۔

(6) مکرم محمد اویس کوبایاشی صاحب (جاپان)

12/مارچ 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ جاپان کے پہلے احمدی مسلمان اور قرآن کریم کے جاپانی مترجم تھے۔ آپ 1931ء میں ٹوکیو میں پیدا ہوئے۔ نوجوانی میں ایک مسجد دیکھ کر اسلام میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ مصر میں جامعہ الازہر جانے کا ارادہ تھا لیکن جاپان مسلم ایسوسی ایشن کے مشورے پر پاکستان میں رائے ونڈ چلے گئے جہاں مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کی اور تبلیغی جماعت کے ساتھ ملک بھر میں تبلیغی دورے کیے۔ لاہور کے ایک احمدی فرد کے مشورے پر ربوہ گئے، جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا اور حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے محمد اویس نام دیا۔ ویزہ کے مسائل کی وجہ سے تعلیم ادھوری رہی مگر جاپان واپسی پر جماعت سے رابطہ مضبوط رہا۔ آپ نے جاپان میں احمدیہ مشن کی بحالی میں اہم کردار ادا کیا۔ مختلف مبلغین کی مدد کی، سرکاری دفاتر میں تعارف کروایا، ویزہ کے حصول میں مدد دی۔ 1969ء اور 1975ء میں مشن کی تشکیل نو میں اہم کردار ادا کیا۔ 1982ء میں پہلی مجلس شوریٰ اور جلسہ سالانہ جاپان میں شرکت کی۔ مسجد بشارت سپین کے افتتاح میں جاپانی نمائندہ بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر 1985ء میں جاپانی ترجمہ قرآن کا کام شروع کیا جو 1988ء میں مکمل ہوا۔ بعد میں 2009ء میں نظرثانی کا کام بھی کیا۔ آپ نے یہ کام اخلاص، جانفشانی اور بغیر کسی معاوضے کے انجام دیا۔ آپ کو چار خلفائے احمدیت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ خلفاء کی زیارتوں اور ملاقاتوں کو اپنی زندگی کا قیمتی سرمایہ سمجھتے تھے۔ آپ کو قادیان، ربوہ اور لندن جانے کا موقع ملا۔ 1989ء میں حضورؒ کے جاپان کے دورے میں بھی بھرپور خدمات انجام دیں۔ آپ نہایت منکسر المزاج، سادہ طبیعت، ہمدرد، اور جماعتی نظام سے گہری وابستگی رکھنے والے انسان تھے۔ ہمیشہ جماعت کے کام کو مقدم رکھا۔ جلسوں، شوریٰ، اور مقامی پروگراموں میں باقاعدگی سے شرکت کرتے۔ آپ نے جاپان کی 80 لائبریریوں میں قرآن کریم رکھوانے میں تعاون کیا اور مساجد ومعابد کا دورہ کیا۔ جاپانی زبان میں قرآن کریم کے تعارف کے لیے بھرپور محنت کی۔ حتیٰ کہ اپنی آمد ورفت کے اخراجات خود برداشت کر کے اور وقت قربان کر کے جماعتی خدمت کو اپنی زندگی کا مشن بنایا۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

❀❀❀❀

ہر احمدی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل کے لیے انتھک محنت کرنے کا عہد کرنا چاہئے
آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ذاتی تعلق پیدا کریں اور بہترین احمدی بننے کی کوشش کریں
ہر روز باجماعت پنجوقتہ نمازیں ادا کریں اور اپنی دعاؤں میں اضافہ کریں اور ہر وقت اللہ کو یاد کریں اور دل میں اس کی حمد وثنا کریں

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں
خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک قریبی تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ وفادار رہیں

آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں
خصوصی طور پر آپ میرے خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے سنیں اور دیگر تقریبات اور مواقع پر میری بیان کی گئی باتوں پر بھی عمل کریں

میں ہر فرد جماعت کو تلقین کرتا ہوں کہ تبلیغی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی ہر ممکن کوشش کریں
آپ باقاعدگی سے جماعتی پروگرام منعقد کریں اور دانشمندانہ منصوبہ بندی کریں
ٹوگو کے تمام لوگوں تک اسلام احمدیت کے پرامن پیغام کو پھیلانے کے لیے ہر وقت نئے طریقے اور ذرائع تلاش کرتے رہیں

آپ کو تبلیغ کے لیے اور احباب جماعت کی تربیت کے لیے نئے منصوبے بنانے چاہئیں
تاکہ آپ مزید ترقی کریں اور آنے والے سالوں میں جماعت کی ترقی اور بہتری کئی گنا زیادہ ہو جائے

جلسہ سالانہ ٹوگو 2024ء کے موقعہ پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بصیرت افروز پیغام کا اُردو مفہوم

پیارے احباب جماعت احمدیہ ٹوگو،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ آپ اپنا جلسہ سالانہ مورخہ ۲۷، ۲۸ اور ۲۹/دسمبر ۲۰۲۴ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ نیز آپ ٹوگو میں جماعت احمدیہ کے قیام پر پچیسویں جوبلی منا رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے پروگرامز کو بڑی کامیابی سے نوازے اور آپ سب اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کے وارث ہوں اور آپ اسلام کے متعلق اپنا علم وفہم بڑھانے والے ہوں۔

یقیناً جلسہ سالانہ ٹوگو حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی سچائی کا ایک عظیم نشان ہے۔ جن کی آمد کی خبر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دی تھی اور قرآن کریم میں بھی اس کی پیشگوئی موجود ہے۔ گو آپ قادیان سے ہزاروں میل دور ہیں جہاں حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ کیا تھا، لیکن نیکی اور تقویٰ کے جذبات سے پُر احمدی مسلمان سینکڑوں کی تعداد میں حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کی گواہی دینے کے لیے یہاں آپ کے جلسے میں جمع ہیں اور آپؑ کا نام انتہائی عزت وتکریم اور محبت سے لیتے ہیں۔

یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔ جَعَلۡنٰکَ الۡمَسِیۡحَ ابۡنَ مَرۡیَمَ (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔ (تذکرہ صفحہ ۱۶۳، ایڈیشن ۲۰۲۳ء)

لہٰذا اس بات میں کوئی بھی شک نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے جلسہ ہائے سالانہ، چاہے وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں منعقد ہو رہے ہوں، وہ اس الٰہی وعدہ کے پورا ہونے کا عظیم نشان ہیں، اور آپ سب جو اس جلسے میں شامل ہیں وہ اس حقیقت کے شاہد ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ وطہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے۔“ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۷۷-۲۷۸)

اس لیے ہر احمدی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل کے لیے انتھک محنت کرنے کا عہد کرنا چاہیے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ذاتی تعلق پیدا کریں اور بہترین احمدی بننے کی کوشش کریں۔ ہر روز باجماعت پنجوقتہ نمازیں ادا کریں اور اپنی دعاؤں میں اضافہ کریں اور ہر وقت اللہ کو یاد کریں اور دل میں اس کی حمد وثنا کریں۔

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں۔ خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک قریبی تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ وفادار رہیں۔ آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہیے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔ خصوصی طور پر آپ میرے خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے سنیں اور دیگر تقریبات اور مواقع پر میری بیان کی گئی باتوں پر بھی عمل کریں۔

میں ہر فرد جماعت کو تلقین کرتا ہوں کہ تبلیغی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ آپ باقاعدگی سے جماعتی پروگرام منعقد کریں اور دانشمندانہ منصوبہ بندی کریں، ٹوگو کے تمام لوگوں تک اسلام احمدیت کے پرامن پیغام کو پھیلانے کے لیے ہر وقت نئے طریقے اور ذرائع تلاش کرتے رہیں۔

تبلیغ کی اہمیت کے بارے میں میں نے احباب جماعت کو یہ تلقین کی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے ذمے یہ کام لگایا ہے کہ ہم اسلام کی سچائی اور اس کا پُرامن پیغام دنیا کے ہر کونے تک پھیلائیں۔ پس لوگ اسے قبول کریں یا نہ کریں ہمیں اپنے عزم میں

باقی صفحہ نمبر 07 پر ملاحظہ فرمائیں

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12418: میں محمد عبدالمالک ولد مکرم محمد عبدالرحمٰن صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ زمیندار عمر 49 سال پیدائشی احمدی ساکن: جی ایم چھاؤنی فلک نما حیدرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 جولائی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔فلک نما میں 180 گز پر ایک پختہ مکان ہے۔پلاٹ نمبر 175-10/888-2-18 میرا گزارہ آمد از کرایہ مکان -/22,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : غلام طیب احمد خان　　العبد : محمد عبدالمالک　　گواہ : عبدالواحد خان

مسل نمبر 12419: میں محمد نثار احمد ولد مکرم منظور احمد صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 54 سال پیدائشی احمدی ساکن: سعید آباد حیدرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 جولائی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/13,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد احسن غوری　　العبد : محمد نثار احمد　　گواہ : محمد ریاض الدین

مسل نمبر 12420: میں سید احمد ابراہیم ولد مکرم سید ابوالحسن سلیم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت عمر 34 سال پیدائشی احمدی ساکن: مہدی پٹنم حیدرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 جولائی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/15,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید ابوالحسن سلیم　　العبد : سید احمد ابراہیم　　گواہ : نصیر احمد وسیم

مسل نمبر 12421: میں عبدالوہاب یوسف ولد مکرم عبدالباسط محسن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 28 سال پیدائشی احمدی ساکن: فلک نما حیدرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 جولائی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/30,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : فیضان احمد　　العبد : عبدالوہاب یوسف　　گواہ : ذیشان احمد

مسل نمبر 12422: میں جہاں زیب فیصل ولد مکرم احمد عبدالماجد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن: چنچل گوڑہ، حیدرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 جولائی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/18,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : احمد عبدالماجد　　العبد : جہاں زیب فیصل　　گواہ : شیخ چاند مجیب

مسل نمبر 12423: میں ذیشان احمد ولد مکرم سعید احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت عمر 34 سال پیدائشی احمدی ساکن: فلک نما حیدرآباد تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 جولائی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/15,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : فیضان احمد　　العبد : ذیشان احمد　　گواہ : سعید احمد

مسل نمبر 12424: میں سید عبدالحئ ولد مکرم سید شہاب الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت عمر 31 سال پیدائشی احمدی ساکن: فلک نما حیدرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 31 جولائی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/30,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید شعیب الدین　　العبد : سید عبدالحئ　　گواہ : شیخ چاند مجیب

مسل نمبر 12425: میں عدنان احمد فاضل ہوڈری ولد مکرم عطاء الرحمٰن صاحب ہوڈری صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت عمر 28 سال پیدائشی احمدی ساکن: نمازی ملت فلک نما حیدرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 31 جولائی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/30,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ چاند مجیب　　العبد : عدنان احمد فاضل ہوڈری　　گواہ : فیضان احمد عادل ہوڈری

مسل نمبر 12426: میں Mohamed Daneal ولد مکرم Mohamed Laiz صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ سیلز مینیجر تاریخ پیدائش 9 جولائی 1996ء پیدائشی احمدی ساکن: ولا 38، الباہیا، شاہاما، ابو دابی U.A.E بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 جون 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/3,500 درہم ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سلیم کاڈالائی　　العبد :Mohamed Daneal　　گواہ : محمد ذوالکفل

مسل نمبر 12427: میں Reem Ismail زوجہ مکرم محمد ذوالکفل صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 23 اگست 1997 تاریخ بیعت 2007ء ساکن: ولا 38، الباہیا، شہاما، ابو دابی، سعودی عرب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20 مارچ 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر: -/18,000 درہم ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/50 درہم ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سلیم کاڈالائی　　الامۃ :Reem Ismail　　گواہ : محمد ذوالکفل

مسل نمبر 12428: میں عبدالشائبہ ولد مکرم محمد علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش: 12 مئی 1970 تاریخ بیعت 2000ء موجودہ پتہ: ریاد، ایسٹ کزاکستان مستقل پتہ: فاطمہ منزل الہدایت ضلع Pathanamthitta صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 جولائی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔زمین 35.10 سینٹ جس کا سروے نمبر 398/3-1-2,4R اور 398/3-2,10R ہے۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/4,000 روپے ریال ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : منور احمد ناصر　　العبد : عبدالشائبہ　　گواہ : سہیل احمد

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 02 October - 2025 Issue. 40

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

وہ لوگ جو قربانی اِسلئے کرتے ہیں کہ انہیں کوئی عہدہ ملے یا دولت وغیرہ ملے وہ ہرگز میرے بلانے پر قربانی کیلئے نہ آئیں
بلکہ وہی لوگ آئیں جو خدا کیلئے قربانی کرتے ہیں، جو خدا تعالیٰ کیلئے دیتا ہے وہ دے، خدا تعالیٰ اُسکا بدلہ بھی دیگا

(حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ)

ایک عمر پر پہنچ کر یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ ہمارا اتنا تجربہ ہے ہم نے اتنا کام کیا، ہمیں اس کا ریوارڈ ملنا چاہئے
وہ سوچیں کہ کیا دنیا کا ریوارڈ صرف لینا ہے یا اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث بننا ہے؟
اگر کسی انصار کے دل میں اپنے تجربہ اور خدمت کو لیکر کوئی خیال پیدا ہوتا ہے تو وہ اسے جھٹک دے اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنیکی کوشش کرے

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26 ستمبر 2025ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا: گزشتہ خطبہ میں حنین کے اموال غنیمت کی تقسیم کا ذکر ہو رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اموال غنیمت تقسیم فرمائے اور مجاہدین کو ان کے حصے بھی عطا فرما دیئے البتہ جو خمس تھا وہ کم و بیش سارے کا سارا آپ نے تالیف قلب کے لئے سرداران قریش اور دیگر عرب سرداروں میں تقسیم کر دیا کہ کسی کو سو اونٹ دیئے اور کسی کو پچاس اونٹ۔ اتنی کثرت سے دوسروں کو مال دیئے جانے پر انصار کے بعض نوجوانوں نے اس کو محسوس کیا اور سمجھا کہ وہ دوسروں کی نسبت زیادہ حقدار تھے چنانچہ انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اللہ، رسول اللہ ﷺ کی بخشش فرمائے آپؐ قریش کو نواز رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں میں سے ان دشمنوں کا خون ٹپک رہا ہے۔

اسی طرح ان میں سے کسی نے یہ بھی کہا کہ جب حالات سخت اور نامساعد ہوں تو ہمیں بلایا جائے اور مال غنیمت ہمارے علاوہ اوروں کو دیا جائے۔ ان باتوں کا جب آنحضرت ﷺ کو علم ہوا تو آپ نے تمام انصار کو ایک جگہ جمع ہونیکا حکم دیا۔ جب سب ایک جگہ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اَے انصار کی جماعت جو بات تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے وہ کیا ہے؟ انصار کے صاحب الرائے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے سمجھدار لوگوں میں سے کسی نے ایسی کوئی بات نہیں کی البتہ کچھ جذباتی نوجوانوں نے کہا ہے کہ اللہ نبی ﷺ کی بخشش فرمائے آپ قریش کو نواز رہے ہیں اور ہم آپ کی عطا سے مرحوم ہیں جبکہ ابھی ہماری تلواروں سے دشمنوں کا خون ٹپک رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اَے انصار کیا مَیں جب تمہیں ملا تھا تو مَیں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا اور پھر اللہ نے میرے ذریعہ سے تمہیں ہدایت دی اور تم پراگندہ اور منتشر قوم تھے اور ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اللہ نے میرے ذریعہ سے تمہارے اندر باہمی الفت اور محبت پیدا کر دی اور تم نادار اور محتاج تھے اور اللہ نے میری وجہ سے تمہیں غنی اور مالدار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ جو بھی بات کرتے انصار اس پر کہتے کہ یہ سب اللہ اور اس کے رسول کا احسان ہے۔ آپ ﷺ نے انصار کی طرف سے جب یہ جواب سنا تو آپ نے فرمایا کہ تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ہم کیا جواب دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو مجھے یہ جواب دے سکتے ہو اور تم سچ کہہ رہے ہو گے اور تمہاری بات کی تصدیق کی جائے گی۔ تم کہہ سکتے ہو کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ کو جھٹلایا گیا تھا اور آپ کی تکذیب کی گئی تھی لیکن ہم نے آپ کی تصدیق کی اور آپ بے یار و مددگار تھے اور لوگوں نے آپ کو نظر انداز کیا تھا لیکن ہم نے آپ کی مدد کی اور ان لوگوں نے آپ کو اپنے شہر سے نکال دیا تھا لیکن ہم نے آپ کو پناہ دی اور آپ کثیر العیال تھے اور ہم نے آپ کی غم خواری کی۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ بات سن کر کوئی انصاری بھی نہ بولا۔ سبکے سب سر جھکائے آپ کی باتیں سن رہے تھے اور شرمندہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ تو پہلے اسلام قبول کر چکے تھے اور اسلام و ایمان تمہارے دلوں میں خوب راسخ ہو چکا تھا لیکن قریش میں اکثر لوگ فتح مکہ کے موقع پر نئے نئے مسلمان ہوئے تھے بلکہ متعدد تو ایسے تھے کہ جو ابھی تک اسلام سے وابستہ نہیں ہوئے تھے اور پرانے اہل ایمان کی نسبت یہ نو مسلم صلہ رحمی اور انعام و اکرام کے زیادہ مستحق تھے تا کہ اسلام ان کے دلوں میں جاگزیں ہو جائے اور قریش اس لئے بھی اس انعام کے حقدار تھے کہ کثیر جنگوں میں ان کا بہت کچھ ضائع ہو چکا تھا اس لئے میرا مقصد یہ تھا کہ ان کی دلجوئی کی جائے اور یہ پوری طرح اسلام اور ایمان کے دائرے میں آ جائیں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں یہ چیز پسند نہیں کہ لوگ تو بھیڑ بکریاں اور اونٹ لے کر اپنے گھروں کو جائیں اور تم اللہ کے رسول کو اپنے ساتھ لے کر جاؤ۔ اللہ کی قسم جس سعادت کو تم لے جا رہے ہو وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ لوگ لے کر جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں اور انصار کسی دوسری وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی انصار کے ساتھ چلنا پسند کرونگا۔ فرمایا کہ لوگ میرا بیرونی لباس ہیں جبکہ انصار میرا اندرونی لباس ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اَے انصار میرے بعد تم اپنے اوپر اَوروں کو ترجیح پاتے دیکھو گے لیکن تم صبر کرنا یہاں تک کہ حوض کوثر پر تمہاری مجھ سے ملاقات ہو جائے۔ یعنی قیامت والے دن ہماری ملاقات ہو گی اور سرداری تمہیں تمہیں ملے گی۔ آخر پر رسول اللہ ﷺ نے انصار کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔ اَے اللہ انصار پر رحم فرما انصار کی اولاد پر رحم فرما اور انصار کی آئندہ نسلوں پر بھی رحم فرما۔ راوی کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ خطاب فرما رہے تھے اور انصار روتے جا رہے تھے یہاں تک کہ ان کی داڑھیاں ان کے آنسوؤں سے تر ہو گئیں اور وہ یہی کہتے جا رہے تھے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی تقسیم اور اپنے حصے پر دل و جان سے راضی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کبھی بے دھیانی میں کی گئی بات بہت دوررَس نتائج رکھتی ہے۔ ہرچند کہ رسول اللہ ﷺ کی تقسیم پر انصار کے نوجوانوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا لیکن سب نے نہیں کیا تھا لیکن خدا اور خدا کے رسول ﷺ کو یہ ایسی ناراض کرنیوالی بات تھی کہ انصار کو رہتی دنیا تک اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فتح مکہ کے بعد کی ایک جنگ میں کچھ اموال مسلمانوں کے ہاتھ آئے تھے آنحضرت ﷺ نے وہ اموال مکہ کے اُن لوگوں میں تقسیم کر دیئے جو ایمان سے ابھی پوری طرح روشناس نہ تھے۔ ایک انصاری نوجوان نے کسی مجلس میں کہا کہ ہماری تلواروں سے خون ٹپک رہا ہے اور رسول کریم ﷺ نے اموال اپنے رشتہ داروں کو دے دیئے ہیں۔ آپ کو اس کا علم ہوا تو اکابر انصار کو بلایا اور دریافت کیا کہ مجھے ایسی بات پہنچی ہے۔ انصار رو پڑے اور کہا کہ کسی نادان نے کی ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں اَے انصار تم کہہ سکتے ہو کہ ہم نے محمد ﷺ کو اس وقت جگہ دی جب اسے کوئی جگہ نہ دیتا تھا اور اس کے شہر والوں نے اسے نکال دیا تھا۔ پھر اس کیلئے عزت اور فتح مندی حاصل کی تو اس نے اموال اپنے رشتہ داروں کو بانٹ دیئے۔ اس پر انصار کی چیخیں نکل گئیں اور انہوں نے پھر کہا کہ یا رسول اللہ ہم ایسا نہیں کہتے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم اسی بات کو ایک اور طرح بھی کہہ سکتے ہو اور وہ اس طرح کہ جس شخص کو خدا نے تمام دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث کیا وہ مکہ کی چیز تھی مگر خدا اسے مدینہ میں لے گیا اور پھر خدا نے اپنے زور اور طاقت سے مکہ کو اس کیلئے فتح کیا۔ اس وقت مکہ والوں کا خیال تھا کہ ان کی چیز انہیں مل جائے گی مگر مکہ والے بھیڑ اور بکریوں کو لے گئے اور مدینہ والے خدا کے رسول کو لے کر اپنے شہر کی طرف چلے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا بے شک یہ بات ایک نادان کے منہ سے نکلی ہے مگر اس کی وجہ سے اب تمہیں اس دنیا کی حکومت نہیں مل سکتی۔ اب تمہاری خدمات کا بدلہ تمہیں حوض کوثر پر ہی ملے گا۔ دیکھ لو تاریخ بتاتی ہے کہ تیرہ صدیاں گزر چکی ہیں اور چودھویں صدی گزر رہی ہے، اس عرصہ میں ہر قوم ہی اسلام کی بدولت بادشاہ بنی ہے مگر کوئی انصاری بادشاہ نہیں ہو سکا۔ سو بعض اوقات ایک شخص کا قول ساری قوم کیلئے نقصان کا موجب ہو سکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ اپنے ایک خطبہ میں بیان کیا اور اسے بیان کر کے جماعت کو نصیحت فرمائی وہ نصیحت آج بھی ہمارے لئے اسی طرح اہم ہے جیسے اُس وقت تھی۔ آپؓ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو قربانی اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں کوئی عہدہ ملے یا دولت وغیرہ ملے وہ ہرگز میرے بلانے پر یعنی خلیفہ وقت کے بلانے پر قربانی کے لئے نہ آئیں بلکہ وہی لوگ آئیں جو خدا کے لئے قربانی کرتے ہیں کیونکہ میں تو خود کمزور اور بیمار انسان ہوں۔ میں کسی کا احسان نہیں اٹھا سکتا۔ پس میں اپنے لئے نہیں مانگتا۔ جو خدا تعالیٰ کیلئے دیتا ہے وہ دے۔ خدا تعالیٰ اس کا بدلہ بھی دے گا۔ خدا تعالیٰ پر توکل رکھنا چاہئے اگر وہ چاہے تو اس دنیا میں دے دے اور اگر چاہے تو آخرت میں دے۔ بہرحال جو اخلاص سے قربانی کرتا ہے اس کی قربانی ضائع نہیں جاتی۔ مومن کی قربانی کو کوئی ضائع نہیں کر سکتا۔ پس قربانی کرنے والے وہی لوگ ہیں جو خدا کو مدنظر رکھتے ہیں نہ کہ دنیا کو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہمیشہ قربانی کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھنا چاہئے تبھی وہ خدا تعالیٰ کے اصل انعامات کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔ ایک عمر پر پہنچ کر افراد جماعت میں بھی یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ ہمارا اتنا تجربہ ہے ہم نے اتنا کام کیا ہمیں اس کا ریوارڈ ملنا چاہئے جو نہیں دیا جاتا۔ تو وہ سوچیں کہ کیا دنیا کا ریوارڈ صرف لینا ہے یا اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث بننا ہے؟ انصار اللہ یوکے کا اجتماع بھی آج سے ہو رہا ہے۔ انصار کو بھی میں یہی کہتا ہوں کہ اگر کسی کے دل میں اپنے تجربہ اور خدمت کے حوالے سے کوئی خیال پیدا ہوتا ہے تو وہ اسے جھٹک دے اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

مال غنیمت کی تقسیم کے وقت کچھ بدو لوگ بھی آپ ﷺ کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے اور مال کا مطالبہ کرنے لگے۔ ان کے ہجوم کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی چادر مبارک بھی ایک خاردار جھاڑی سے اٹک گئی اور کچھ دھکم پیل ہونے لگی تو آپ نے فرمایا میری چادر تو مجھے واپس دے دو اور پھر ان کانٹوں بھرے درختوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر ان کانٹوں کے برابر بھی میرے پاس اونٹ ہوتے تو وہ بھی میں سب تم میں تقسیم کر دیتا اور تم مجھے بخیل جھوٹ بولنے والا اور بزدل نہ پاتے۔ آپ ﷺ نے بدوؤں کی اس بدتہذیبی پر انہیں کوئی سرزنش نہیں کی نہ ناراض ہوئے بلکہ مسکراتے ہوئے احسن رنگ میں ان کی تربیت فرمائی اور انہیں مال سے بھی نوازا۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم فہیم الدین ناصر صاحب مبلغ سلسلہ رومانیہ، مکرم عبدالعلیم فاروقی صاحب ابن مکرم عبدالرشید فاروقی صاحب کینیڈا کا ذکر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد ہر دو مرحوم کی نماز جنازہ غائب ادا فرمائی۔

☆☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad